وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P/G D P-3　Registered with the registrar of news Papers for India at No R. N. 61/57　Phone No. 35

مسیح موعود نمبر

12th, AMAN 1360

12th, MARCH 1981

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر۔ خورشید احمد انور

نائب　جاوید اقبال اختر

Printed & Published By Malik Salahuddin M.A. at Fazliumar Printing Press Qadian. Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian.

اداریہ

۲۳ مارچ ـــ جماعت احمدیہ کے قیام اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آغاز کا سنگم

مذہبی دنیا میں رونما ہونے والے روحانی انقلابات کے محرک آسمانی اسباب ہی کی طرح اللہ تعالیٰ کے بے شمار آسمانی انعامات اور غیبی نشانات کے امین وہ بے بیش قیمت تاریخی لمحے بھی خصوصی عظمت و اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جنہیں مشیتِ ایزدی اپنی نہاں در نہاں حکمتوں کے تحت اس پاکیزہ روحانی تبدیلی کے لئے نقطۂ آغاز کے طور پر منتخب کر کے ہمیشہ کے لئے تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیتی ہے۔ مگر ان بیش قیمت تاریخی لمحات کی حقیقی قدر و منزلت چونکہ براہِ راست قلوب مومنین میں جاگزیں ہونے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے بموجب ارشاد ربانی "ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ" (ابراہیم: ۶) ضروری ہوتا ہے کہ تاریخ کے صفحات میں چھپے ہوئے ان حقائق کو وقتاً فوقتاً افراد جماعت کے ذہنوں میں مستحضر کیا جاتا ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کا نصف آخر اور چودہویں صدی ہجری کا آغاز عالمِ اسلام کے لئے ایک ایسا نازک اور بحرانی دور تھا جس میں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے ساتھ دشمنانِ دینِ متین اپنی دانست میں اسلام کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینے اور اس کے نام نشان کو صفحۂ زمین سے مٹا دینے کی غرض سے حملہ آور ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چاروں اطراف سے ہونے والی یہ جارحانہ یورش ہر آن شدید سے شدید تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ مگر اسلام کے نام لیوا اس میدانِ کارزار میں اسلام کے دفاع کے لئے اپنے آپ کو بالکل لاچار اور بے یار و مددگار محسوس کر رہے تھے۔ ٹھیک ایسے پُر آشوب دور میں کشتیٔ اسلام کو بادِ مخالف کے مسموم اور تند و تیز جھونکوں سے محفوظ کرنے اور اسے عالمی سطح پر فتح و کامرانی کے ساحل سے ہمکنار کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ایک جری پہلوان اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو اپنی جناب سے بے شمار آسمانی نشانات اور دلائل و براہینِ قاطعہ سے مسلح کر کے مبعوث فرمایا۔ اور غلبۂ عالمگیر اسلام کی اس بابرکت مہم کو سر کرنے کے لئے ایک مضبوط اور مستحکم بنیاد قائم کرنے کی غرض سے بذریعہ الہام آپ کو یہ ہدایت فرمائی کہ:-

"إِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء صفحہ ۲)

یعنی جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے، ہماری وحی کے تحت (نظام جماعت کی) کشتی تیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔

اس ارشاد باری کی تعمیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبوں اور عقیدتمندوں کی ایک فعال اور منظم روحانی جماعت کے قیام کا قصد فرمایا۔ مگر قبل اس کے کہ آپ اس مقصد کی تکمیل کے لئے باقاعدہ طور سے سلسلہ بیعت کا آغاز فرماتے اپنے متبعین کو اس عہدِ بیعت کی اہم اور بنیادی شرائط سے آگاہ کرنے کی غرض سے آپ نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو "تکمیل تبلیغ" کے عنوان سے ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں بیعت کنندگان کے لئے ہر قسم کے شرک، فسق و فجور، نفسانی جوش، اتباعِ رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے بچتے رہتے ہوئے بلا ناغہ پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرنے، حتی الوسع نماز تہجد اور بکثرت نوافل کی ادائیگی میں تعاہد اختیار کرنے، ہر حال میں راضی بقضائے الٰہی رہنے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے، بنی نوع انسان سے حقیقی محبت اور ہمدردی کرنے اور عہدِ بیعت کے بعد تا زیست ان کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے چلے جانے کا دلی اقرار شامل تھا ـــ ان شرائطِ بیعت پر مشتمل اس اشتہار کی اشاعت کے بعد حضور لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں سے آپ نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں۔"

اسی اشتہار میں حضور نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ بیعت کرنے والے افراد ۲۰ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔ جہاں مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۱۰ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضور نے اپنے ایک مرید باصفا حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقعہ محلہ جدید میں اپنے عقیدتمندوں سے فرداً فرداً ان الفاظ میں پہلی بیعت لی:-

"آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور میری سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کی لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور ۱۲ جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللّٰه ربي۔ استغفر اللّٰه ربي۔ استغفر اللّٰه ربي من كل ذنب واتوب اليه۔ اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانه لا يغفر الذنوب الا انت۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۷۷-۷۸)

یہ وہ پہلی بیعت تھی جو امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو چالیس مریدانِ باصفا نے کی تھی اور اس تاریخی بیعت کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے قیام کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وہ مسعود اور مبارک دور شروع ہوا جس کی الٰہی نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ اور جس کے شیریں ثمرات سے آج اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ایک کروڑ سے زائد سعید روحیں متمتع ہو رہی ہیں۔

۲۳ مارچ کا مقدس تاریخی دن ہر سال افراد جماعت کو جہاں اپنے اس مقدس عہد بیعت کی یاد دلاتا ہے وہاں ان مہتم بالشان اغراض و مقاصد کو بھی ہر آن اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھنے کی تاکید کرتا ہے جن کی وضاحت سیدنا حضرت اقدس

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۹ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان

مسیح موعود نمبر

بابت

۵ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ

بمطابق

۱۲ امان ۱۳۶۰ ہش

۱۲ مارچ ۱۹۸۱ء

جلد ـــــ ۳۰

شمارہ ـــــ ۱۱

شرح چندہ

سالانہ ـــــ ۲۰ روپے

ششماہی ـــــ ۱۰ روپے

ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ـــــ ۸۰ روپے

فی پرچہ ـــــ ۴۰ پیسے

قیمت مسیح موعود نمبر ـــــ ایک روپیہ

اخبار احمدیہ

تازہ ترین اطلاعات ربوہ ـــ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۶ ماہ رواں میں موصول شدہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ:-

"طبیعت عام طور پر بہتر ہے۔ الحمد للہ۔ حضور گردوں کی تکلیف کی دوائیاں استعمال فرما رہے ہیں۔"

احباب پوری توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے پیارے آقا کو صحت کاملہ عطا کرے، مقاصد عالیہ میں اپنے فرشتوں کی تائید سے نوازے۔ اور ہر گام پر آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

قادیان ۹ امان (مارچ) ـــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان تا حال اڑیسہ کی جماعتوں کے تربیتی دورہ پر ہیں۔ بذریعہ ڈاک موصول شدہ مورخہ ۳/۶/۸۱ کی اطلاع کے مطابق محترم موصوف صوبہ کی بقیہ جماعتوں کے دورہ سے فارغ ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۳/۱۲/۸۱ کو کلکتہ تشریف لے جائیں گے۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ملفوظات

سنہ ۱۹۰۷ء کے تاریخی جلسہ سالانہ پر

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری روح پرور تقریر

بیش قیمت نصائح اور اصلاح نفس کی دردانگیز تحریک

ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ایمان افروز تقریر کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے جو حضور علیہ السلام نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کو نماز ظہر اور عصر کے بعد قریباً تین ہزار احباب کے سامنے مسجد اقصیٰ (قادیان) میں ارشاد فرمائی تھی۔ یہ حضور کے پُرنور آخری مقدس الفاظ ہیں جن سے حضور نے اپنے خدام کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نوازا۔ کیونکہ اگلے سال ہی مئی ۱۹۰۸ء میں حضور کا وصال مبارک ہو گیا۔ اور جماعت اپنے پیارے آقا کے زندگی بخش کلام سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئی۔ (ادارہ)

آج ہی اپنی اصلاح کر لو

کسی کو کیا خبر ہے کہ آج کیا ہے اور کل کیا ہونے والا ہے۔ ابھی ہمارے پاس کئی خط راولپنڈی سے آئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ ایک ایسا زلزلہ آیا کہ لوگ چیخ اُٹھے بلکہ بعض نے کہا کہ یہ زلزلہ ۴ اپریل والے زلزلے کے برابر تھا۔ دیکھو اس مہینہ میں تین بار زلزلہ آچکا ہے اور آگے ایک سخت زلزلہ کے آنے کی خبر خدا تعالیٰ دے چکا ہے۔ وہ زلزلہ ایسا سخت ہوگا کہ لوگوں کو دیوانہ کر دے گا۔ لوگوں نے غفلت کر کے خدا کو بھلا دیا ہے اور خوشی میں بیٹھے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے خدا کو پا لیا ہے وہ تلخ زندگی کو قبول کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ خدا کی سنت ٹل نہیں سکتی۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا سے دُعا اور استغفار میں مشروف رہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملا دے۔ جو شخص پہلے سے فیصلہ کر لیتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا۔ مال، اولاد، بیوی، جائیداد سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں سب امانت خداوندی ہیں جب تک ہیں اُن کی قدر، عزت، خاطر خدمت کرو۔ جب خدا اپنی امانت کو واپس لے لے تو پھر رنج نہ کرو۔

دین کی جڑ

دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں۔ اور خدا ہمارا ہے۔ اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے۔ تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابہ زنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے اس کی خاطر داری کرنی چاہیئے۔ اس کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا کی رضا ضروری ہے۔

نماز میں وساوس کیوں آتے ہیں

جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا۔ انہیں کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں۔ دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو کیا اُس وقت اس کے دل میں کوئی وسوسہ گذر جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اسی فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سناتا ہے۔ اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا کی طرف رجوع کرے۔ اور سچے دل سے اُس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے کہ شیطان وساوس ڈال سکے۔

شیطان سے بچو

شیطان انسان کا پورا دشمن ہے۔ قرآن شریف میں اس کا نام عدوّ رکھا گیا ہے۔ اس نے اوّل تمہارے باپ کو نکالا۔ پھر وہ اس پر خوش نہیں۔ اب اس کا یہ ارادہ ہے کہ تم سب کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ ابتداء سے بدی کرتا چلا آیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر غالب آوے۔ لیکن جب تک کہ تم ہر بات میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو گے، وہ ہرگز تم پر غالب نہ آسکے گا۔ جب انسان خدا کی راہ میں دُکھ اُٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا، تب اُس کو ایک نور ملتا ہے۔

حقیقت ثاقب

جبکہ ایک مومن سب باتوں پر خدا تعالیٰ کو مقدم کر لیتا ہے تب اُس کا خدا کی طرف رفع ہوتا ہے۔ وہ اسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک خاص نور سے منور کیا جاتا ہے۔ اس رفع میں وہ شیطان کی زد سے ایسا بلند ہو جاتا ہے کہ پھر شیطان کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر ایک چیز کا خدا تعالیٰ نے اس دُنیا میں بھی ایک نمونہ رکھا ہے۔ اور یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان جب آسمان کی طرف چڑھنے لگتا ہے تو ایک شہاب ثاقب اُس کے پیچھے پڑتا ہے۔ جو اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب روشن ستارے کو کہتے ہیں۔ اُس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو سوراخ کر دیتی ہے۔ اور اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو بہت اُونچی چلی جاتی ہے۔ اس میں حالت انسانی کے واسطے ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ جو اپنے اندر ایک نہ صرف ظاہری بلکہ ایک مخفی حقیقت بھی رکھتا ہے۔ جب ایک انسان کو خدا تعالیٰ پر پکا ایمان حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہو جاتا ہے۔ اور اُس کو ایک خاص قوت اور طاقت اور روشنی عطا کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ شیطان کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب مارنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک مومن کے واسطے لازم ہے کہ وہ اپنے شیطان کو مارنے کی کوشش کرے۔ اور اُسے ہلاک کر ڈالے۔ جو لوگ رُوحانیت کی سائنس سے ناواقف ہیں وہ ایسی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں۔ مگر دراصل وہ خود ہنسی کے لائق ہیں۔ ایک قانون قدرت ظاہری ہے ایسا ہی ایک قانون قدرت باطنی بھی ہے۔ ظاہری قانون باطنی کے واسطے بطور ایک نشان کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ اَنتَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ الثَّاقِب یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ثاقب ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے تجھے شیطان کے مارنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ تیرے ہاتھ سے شیطان ہلاک ہو جائے گا۔ شیطان بلندی پر نہیں جا سکتا۔ اگر مومن بلندی پر چڑھ جائے تو شیطان پھر اس پر غالب نہیں آسکتا۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اُس کو ایک ایسی طاقت مل جائے جس سے وہ شیطان کو ہلاک کر سکے۔ جتنے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں اُن سب کا دُور کرنا شیطان کو ہلاک کرنے پر منحصر ہے۔

استقلال چاہیئے

مومن کو چاہیئے کہ استقلال سے کام لے ہمت نہ ہارے۔ شیطان کو مارنے کے پیچھے پڑا رہے۔ آخر وہ ایک دن کامیاب ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ جو لوگ اس کی راہ میں کوشش کرتے ہیں، وہ آخر ان کو کامیابی کا مُنہ دکھا دیتا ہے۔ بڑا درجہ انسان کا اسی میں ہے کہ وہ اپنے شیطان کو ہلاک کرے۔

خوابوں پر ناز نہ کرو

ایسے ضروری کام کو چھوڑ کر جو مومن کا اصل منشا ہے بعض لوگ اَور باتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کو ایک خواب آجائے یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔ یہی نکتہ ہے جس پر انسان دھوکا کھاتا ہے۔ خواب تو چوہڑوں چماروں اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں۔ اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسی چیز پر فخر کرنا تو لعنت ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو چند خوابیں آگئی ہیں اور وہ سچی بھی ہو گئی ہیں۔ مگر اس سے کیا بنتا ہے۔ کیا سخت پیاس کے وقت ایک شخص کو دو چار قطرے پانی کے پلا دیئے جائیں تو وہ بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اُس کی تپش اور بھی بڑھے گی۔ ایسا ہی جب تک کہ کسی انسان کو پوری مقدار معرفت کی

اپنی کیفیت اور کثرت کے ساتھ حاصل نہ ہو تب تک یہ خواہش کچھ شے نہیں۔

قابلِ تشفی حالت

انسان کی عمدہ اور قابلِ تشفی وہ حالت ہے کہ وہ عملی رنگ میں درست اور صاف ہو۔ اس کی عملی حالت خود اس پر گواہی دے۔ خدا تعالیٰ کے برکات اور زبردست خوارق اس کے ساتھ ہوں۔ اور ہر دم اس کی تائید کرتے ہوں۔ تب خدا اس کے ساتھ ہے۔ اور وہ خدا کے ساتھ ہے۔

آج کل کے ملہمین

ہر ایک بات میں شیطان ایک وقعہ نکال لیتا ہے کہ لوگوں کو کس طرح سے بہکائے۔ چونکہ ہم بار بار اپنی وحی اور الہام پیش کرتے ہیں اس واسطے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی کریں۔ یہ ایک ابتلاء ہے جو ان پر وارد ہوا۔ اور اس ہلاکت کی راہ میں شیطان نے ان کی امداد کی اور ان کو شیطانی القاء اور حدیثِ نفس شروع ہوا۔ چراغ دین، الٰہی بخش، فقیر مرزا اور دوسرے بہت سے اسی راہ میں ہلاک ہوگئے اور ہنوز بہت سے ایسے ہیں جن کا قدم اسی راہ پر ہے۔

اہلِ جماعت خبردار رہیں

ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں سے دل ہٹالیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے یا کتنی خوابیں آئی تھیں۔ بلکہ عملِ صالح کے متعلق سوال ہوگا کہ کس قدر نیک عمل تم نے کئے ہیں۔ الہام وحی تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ کوئی انسانی عمل نہیں۔ خدا کے فعل پر اپنا فخر جاننا اور خوش ہونا جاہل کا کام ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ بعض دفعہ کو اس قدر عبادت میں کھڑے ہوتے تھے کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا تھا۔ ساتھی نے عرض کی کہ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں، اس قدر محنت پھر کس لئے؟ فرمایا افلا اکون عبدًا شکورًا۔ کیا میں شکر گزار نہ بنوں؟

ناامید نہ ہو

انسان کو چاہیئے کہ مایوس نہ ہووے گناہوں کا حملہ سخت ہوتا ہے، اور اصلاح مشکل نظر آتی ہے۔ مگر گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے گناہگار ہیں۔ نفس ہم پر غالب ہے۔ ہم کیونکر نیکوکار ہو سکتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیئے کہ مومن کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہونے والا شیطان ہے۔ اور کوئی نہیں۔ مومن کو کبھی بزدل نہیں ہونا چاہیئے۔ گو کیسا ہی گناہ سے مغلوب ہو پھر بھی خدا تعالےٰ نے انسان میں ایک ایسی قدرت رکھی ہے کہ وہ بہرحال گناہ پر غالب آ ہی جاتا ہے۔ انسان میں گناہ سوز قوت خدا نے رکھی ہے۔ جو اس کی فطرت میں موجود ہے۔

ایک لطیف تمثیل

دیکھو پانی کو کیسا ہی گرم کیا جائے ایسا سخت گرم کیا جائے کہ جس چیز پر ڈالیں وہ چیز بھی جل جائے۔ پھر بھی اگر اس کو آگ پر ڈالو تو وہ آگ کو بجھا دے گا۔ کیونکہ اس میں خدا تعالےٰ نے یہ خاصیت رکھ دی ہے کہ وہ آگ کو بجھا دیوے۔ ایسا ہی انسان کیسا ہی گناہ میں ملوث ہو اور کیسا ہی بدکاری میں غرق ہو پھر بھی اس میں یہ طاقت موجود ہے کہ وہ معاصی کی آگ کو بجھا سکتا ہے۔ اگر یہ بات انسان میں نہ ہوتی تو پھر وہ مکلف نہ ہوتا۔ بلکہ پیغمبر، رسول کا آنا بھی پھر غیر ضروری ہوتا۔ مگر دراصل فطرتِ انسانی پاک ہے۔ اور جیسا کہ جسم کے لئے بھوک اور پیاس ہے تو کھانا اور پینا بھی آخر میسر آجاتا ہے۔ انسان کے واسطے دم لینے کے واسطے ہوا کی ضرورت ہے تو وہ موجود ہے۔ اور جسم کے لئے جس قدر سامان ضروری ہیں جبکہ وہ سب مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر روح کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ کیوں مہیا نہ ہوں گی۔ خدا تعالیٰ رحیم، غفور، اور ستار ہے۔ اس نے روحانی بچاؤ کے واسطے بھی تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ ضرور اسے پا لے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی جیسا کہ ظاہری قانونِ قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانونِ قدرت ہے۔ لیکن تلاش شرط ہے۔ جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔

آفتاب نکل آیا

یہ آخری زمانہ تھا۔ اور تاریکی سے بھرا ہوا تھا۔ اس زمانہ کے متعلق خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ اس زمانہ میں ایک آفتاب نکلے گا۔ مولوی لوگوں کو دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں تقویٰ کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ ایک آدمی نے چار روپے کے زیور کے پیچھے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا۔ ان مولویوں سے جو ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں کوئی یہ پوچھے کہ کیا ہم کلمہ نہیں پڑھتے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے نزدیک ہم ہندو، عیسائی وغیرہ ہر ایک سے بدتر ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی لوگ طمعِ نفسانی کے بندے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے خوب کہا تھا کہ ان مولویوں کا خاموش کرانا کیا مشکل تھا۔ آپ ان سب کو بلا کر دو دو روپے دے دیتے۔ تو سب خاموش ہو جاتے۔ اور کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کرسکتا۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو ان لوگوں کے تقویٰ پر بھروسہ کیا تھا۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایسے نفسانی بندے نکلیں گے۔ یہ تو منبروں پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے کہ موسیٰ کہاں اور عیسیٰ کہاں۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ باوجود ایسے خطبے پڑھنے اور سنانے کے یہ وفاتِ مسیح پر ایسے مشتعل ہونگے کہ گویا تمام دار و مدار اسلام کا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پر ہے۔

ہلاکتِ شیطان کا وقت ہے

لیکن یہ لوگ جو چاہیں سو کریں۔ اب تو خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو چکا ہے کہ شیطان کو ہلاک کر دے۔ شیطان کی یہ آخری جنگ ہے۔ اور وہ ضرور قتل کیا جائے گا۔ شیطان نے بھی حیاتِ مسیح میں پناہ لی ہے۔ مگر وفاتِ مسیح کے ثبوت کے ساتھ ہی شیطان بھی ہلاک ہو جائے گا .... مگر خدا کے مسیح کے ساتھ ملائک اور راستباز لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ اور اسلام کی مخالفت میں ہر طرح کا زور دکھایا جارہا ہے ....

یہ نفخِ صور کا وقت ہے

کیا پہلے سے نہیں کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک قرناء آسمان سے پھونکی جائے گی۔ کیا فرشتے خدا کی آواز نہیں؟ انبیاء جو آتے ہیں وہ "قرناء" کا حکم رکھتے ہیں۔ نفخِ صور سے یہی مراد تھی۔ کہ اس وقت ایک مامور کو بھیجا جائے گا۔ وہ سنا دے گا کہ اب تمہارا وقت آگیا ہے۔ کون کسی کو درست کر سکتا ہے جب تک کہ خدا درست نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ایک قوتِ جاذبہ عطا کرتا ہے۔ کہ لوگوں کے دل اس طرف مائل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ خدا کے کام کبھی حبط نہیں جاتے۔ ایک قدرتی کشش کام کر دکھائے گی۔ اب وہ وقت آگیا ہے۔ جس کی خبر تمام انبیاء ابتداء سے دیتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا وقت قریب ہے۔ اس سے ڈرو اور توبہ کرو۔

(منقول از ماہنامہ "خالد" ربوہ دسمبر ۱۹۶۵ء۔ صفحہ ۷ تا ۲۱)

اخلاق نیکیوں کی کلید ہے

"اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے جیسے باغ کے دروازے پر قفل ہو۔ دور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جاسکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جاوے تو اندر جاکر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کر اندر داخل ہونا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۷)

تبرکات

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیے کیا یاد آیا

رشحاتِ قلم سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن آدم کمزور ہے۔ باوجود صبر و تحمل، باوجود شکیب و بردباری اُس پر ایسے وقت آتے ہیں جب کہ اس کے بحرِ خیال میں تموّج پیدا ہوتا اور اس کی کشتیٔ صبر کسی پیارے کی یاد میں رنج و غم کی تند ہوا کے تھپیڑے کھانے لگتی ہے۔ اور اس کے قلب میں ایک درد پیدا ہوتا اور آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ پس کچھ ایسا ہی حال آج ہمارا ہے۔ ہاں تو پھر کیا ہمیں کوئی زمینی پری رُخ، سیمیں بدن یاد آگیا۔ کیا کسی کے جمالِ دلربا نے ہم پر جادو کا کام کیا؟ یا کسی ترچھی چتون نے ہمارے خرمنِ سکون پر بجلیاں گرائیں؟ نہیں! نہیں!! ایسا نہیں۔ آج ہم کو وہ وجود یاد آگیا جو زمین پر پیدا ہوا لیکن آسمانی تھا۔ وہ گو اس عالمِ سفلی میں خشت و خاشاک کے گھر میں سکونت پذیر تھا۔ لیکن اس کا آشیانہ ملائے اعلیٰ میں طوبیٰ کی ثمردار ٹہنیوں پر تھا۔ وہ عالمِ ناسوت میں بھی رہا۔ لیکن اس کا ناسوت ظاہری صوفی کے ملکوت بلکہ لاہوت سے بالا تھا۔ وہ خدا کا اور خدا اس کا تھا۔ خالقِ کون و مکان کو اس اپنے حبیب سے اس قدر اُلفت تھی کہ فرطِ محبّت میں کیا۔ دل پیار کی باتیں کرتے کرتے "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ"۔ فرمایا پھر پیار، کی سب باتیں پیاری محبوب کا دوست محبّ کا پیارا۔ پیارے کا پیارا۔ عاشق کی آنکھ کا تارا۔ اور محبوب کا دشمن محبّ کا عدو۔ پیارے کا بدخواہ پیار کرنے والے کی نظر قابل نہیں۔ کچھ ایسی ہی کیفیت خود خدا کی تھی۔ کبھی اس نے فرمایا "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد"۔ گویا اس پیارے کو خوشی میں جاتا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے لئے موجب مسرت تھا۔ پھر جو اس کے منہ آتا وہ منہ کی کھاتا۔ اس کے دشمنوں کی نسبت فرمایا "اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ"۔ یعنی جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اس کی اہانت کروں گا۔ اور خوب خبر لوں گا۔ اور اُس کے ساتھ ہونیوالوں کی نسبت فرمایا "اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ"۔ یعنی سُن میرے پیارے میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اور ان وعدوں کو اس سچے وعدوں والے نے من و عن پورا پورا کرکے بھی دکھایا۔ اور اس کے دشمن ذلیل و ہلاک ہوئے۔ اس کے دوست مظفر و منصور اور خطرات کے ایام میں محفوظ رہے۔ پھر اور محبوب نوازی دیکھئے کہ اس کے مارنے کو اپنا مارنا کہا۔ اور فرمایا، یا احمد ما رمیتَ اذ رمیتَ ولکنّ اللہَ رمیٰ۔ اور یہ کیا۔ وہاں تو اُلفت کی کوئی حد ہی نہ تھی۔ کبھی اسے شمس کہا تو کبھی قمر کہہ کر یاد کیا۔ اور پھر فرطِ پیار میں اپنے بندوں کو اس محبوب کے بندے اور اپنے ہاتھ کو اس کا ہاتھ فرمادیا۔ اور ارشاد ہوا، قُلْ یٰعِبَادِیْ اور یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ اس محبت کا جواب اس محبوب خدا نے کس وفاداری دلداری سے دیا اور کس طرح چلتے پھرتے اور لیٹے غرض ہر ساعت، ہر آن وفاشعاری اور عہد پروری سے کام لیا۔ اس کے لئے اس کے مفصلہ ذیل اقوالِ زرّیں ملاحظہ ہیں۔ فرمایا ؎

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم
بامن کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اور پھر فرمایا "ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ وجود کھونے سے حاصل ہو۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے"۔ ہاں! مجھے وہ یاد آگیا جو خدا کے بعد خدا کے خاص حبیب رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر فدا تھا اور فنا فی الرسولؐ کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ اس کا فخر اسی میں تھا کہ غلام احمد کہلائے۔ اور فرمایا کہ "کیا مرتبہ ہے اُس رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا"۔ اور لکھا کہ ؎

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار

اور وہ رسولِ عربیؐ پر نازل ہونے والی کتاب کی نسبت فرماتا "تمام بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے"۔ اور اس کتابِ مقدّس کے جمال کو وہ نہ صرف اپنا بلکہ کُل مسلمانوں کا نورِ جان سمجھتا اور کہتا ؎

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

غرض آج مجھے وہ اللہ کا پیارا، محمد رسول اللہؐ کا محبوب اور قرآن کا شیدا یاد آرہا ہے جو مسلمانوں کی قوم کی حالت پر آنسو بہاتا۔ اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر ان کے لئے روتا اور کہتا ؎

شب تاریک و بیمِ دردِ قومم ماچنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب بناخود دستِ قدرت را

سُن اے واعظِ بے عمل! کان دھر اے زاہدِ خشک! اگر تو مجھے اس کی محبت سے روکتا، اس کی یاد و اُلفت سے منع کرتا ہے تو پھر اس کی جگہ مجھے دیتا کیا ہے؟ میں نے دیکھا کہ اس کی محبت میں خدا کی، خدا کے رسولؐ، قرآن و اسلام کی محبت ہے۔ پھر بتا یہ چھوڑ کر کہاں جاؤں!؟ آہ دُور اُفتادہ مولوی! تمہیں کیا معلوم کہ اس کی صبح کی سیر کتنے رُوحانی پیاسوں کو سیر کرتی تھی۔ تو کیا جانتا ہے کہ اس کے دربارِ شام میں سینکڑوں بے نواؤں کو آسمانی خلعت عطا ہوتے تھے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ اس کی مجالس میں فرشتوں کا نزول ہوتا تھا۔ اس کی توجہ مُردہ قلوب میں جان ڈالتی، اس کی دعائیں بے جان قالبوں کو جاندار کرتی تھیں۔ آہ اس کے قیامِ زمینی کے ایام میں میں نے اس کی قدر نہ کی۔ اُس نے کہا کہ ؎

امروز قومِ من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کُنند وقتِ خوشترم

لیکن غفلت تیرا بُرا ہو۔ تساہل تیرا بھلا نہ ہو۔ تو نے مجھے غافل کر دیا۔ سُست رکھا۔ میں نے محبّت تو کی لیکن وقت کی قدر نہ سمجھی۔ پیارے! تو آج یاد آیا ہے۔ اور ہاں کیوں یاد نہ آتا، تُو میرا محسن ہے۔ میری زندگی تیری دعاؤں کا نتیجہ۔ میری رُوح تیری توجہ کی ممنون ہے۔ میری جان! تُو دنیا سے چلا گیا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تیری رُوح عالم میں ایک تغیّر پیدا کر رہی ہے اور ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

تیری یاد مبارک، تیرا ذکر خیر ہے۔ تیری اُلفت میرا ایمان ہے کہ میری نجات کا باعث ہوگی۔ مانا میں گنہگار ہوں۔ لیکن کیا وہ جس کے دل میں تُو ہے، دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔؟ میرا وہ دل جس میں تیری محبّت کا گھر ہے شہادت دیتا ہے کہ نہیں۔ خداوند! تُو جانتا ہے میں نے اِس اظہارِ محبت اور اظہارِ یاد میں (یادش بخیر) غلو نہیں کیا۔ اللہ! تُو میرے قلب کی حقیقت جانتا ہے۔ بناوٹ نہیں، عرضِ حال ہے۔ لیکن اے خدا تیرے سوا اس درد کو وہ محسوس کرے گا جس کا حال نیّر کے اس قول کا مصداق ہو ؎

راتیں کٹی ہوں جس کی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جاں کی عاشق کی جاں کنی کو

(منقول از الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء)

——:)٭(:——

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین ۳ بنیادی باتیں اپنی جماعت کو سکھائی ہیں

ہمارا خدا زندہ خدا ہے، ہمارے رسول محمد مصطفیٰ زندہ رسول ہیں، ہماری کتاب قرآن مجید زندہ کتاب ہے

اِن تین بنیادی باتوں پر ہی ہماری طاقت کا انحصار ہے اور ان کے نتیجہ میں ہی ہم دنیا میں کامیاب ہو رہے ہیں!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء کا ایک اہم اقتباس

"...... پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ وقت بھی آیا جب اس اندھیرے کے زمانہ کو نور کے زمانہ سے بدلنا مقدر تھا۔ اور اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا .... تو ہی میرا وہ عبد محبوب ہے جس کو میں نے پھر اسلام کو دنیا پر غالب کرنے اور ادیانِ باطل پر فتح پانے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اٹھ اور اپنے گوشۂ تنہائی کو چھوڑ اور اس حجرہ سے باہر نکل جس میں چھپ کر تو میری عبادت کرتا ہے۔ اور میدانِ مجاہدہ میں اُتر اور دنیا کو پکار کر کہہ کہ اسلام کے غلبہ کے دن آ گئے ہیں۔ اٹھو اور میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے علوم قرآنی کو از سرِ نو سیکھو۔ اور پھر دنیا کے استاد بن کر دنیا میں پھیلو اور دنیا کو انوارِ قرآنی سے متعارف کراؤ۔

پھر خدا نے کہا..... ہم اس قدر دلائل اور براہین تمہیں عطا کریں گے کہ یہ زمانہ جو علوم کا زمانہ ہے اور جس میں انسان ستاروں تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اس زمانہ کے بڑے بڑے عقلمند اور عالم اور سائنسدان ان دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ پس اٹھو اور مجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے قرآن کریم کی تعلیم کو تمام دنیا میں پھیلاؤ۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے ربّ کی نظر میں یہ مقام ہے اور یہ کام ہے جس کی خاطر آپ کے ربّ نے آپ کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ جو دلائل دیئے وہ تو ایک سمندر ہے اس کا چند منٹوں میں چند دنوں میں یا چند مہینوں میں یا چند سالوں میں یا چند صدیوں میں بھی بیان کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ سمندر کے قطروں کا گننا آسان ہے لیکن ان دلائل کو اعداد و شمار میں باندھ دینا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سکھائے مشکل ہے۔ لیکن تین بنیادی چیزیں ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو سکھائی ہیں اور دراصل وہی تین بنیادی چیزیں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری طاقت کا انحصار ہے۔ اور جن کے نتیجہ میں ہم دنیا میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

پہلی چیز یہ ہے کہ اسلام جس خدا سے ہمارا تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے وہ زندہ خدا ہے..... یہی وہ چیز ہے جس کے نتیجہ میں وہ لوگ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنے والے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے لوگ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہوتے جا رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی وہ قدر کرتے ہیں جو واقعہ میں کرنی چاہیئے وہ خدا کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتے۔ کیونکہ زندہ خدا اپنی زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں کے ساتھ اُن پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔

دوسری بنیادی چیز جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو دی وہ "زندہ رسول" ہے..... (آپ نے فرمایا) ہمارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسول ہے۔ اس کے فیوض، اس کی روحانیت اور اس کی قوتِ قدسیہ جس طرح پہلے تھی اب بھی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ جو برکات آپ کے ذریعہ سے پہلے لوگوں نے حاصل کیں وہ اب بھی حاصل کی جا سکتی ہیں اور میں اس بات کا زندہ گواہ ہوں۔ میں اپنی زندگی اور دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں اور نمونہ سے بتا سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک زندہ وجود ہے۔

تیسری چیز جو بنیادی طور پر آپ نے جماعت کے ہاتھ میں دی وہ زندہ کتاب تھی..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زندہ کتاب ہمارے سامنے رکھی اور فرمایا قرآن کریم کے علوم پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ قیامت تک کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے مواد اس میں موجود ہیں......

یہ تین چیزیں، یہ تین زندگیاں، یہ تین طاقتیں ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں متعارف کیا اور جن کے متعلق ہمارے دل میں پختہ یقین پیدا کیا وہ یہ کہ قرآن کریم زندہ کتاب ہے۔ وہ یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسول ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہمارا خدا جس نے قرآن کریم نازل کیا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا وہ زندہ خدا، زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں والا خدا ہے"۔

(الفضل ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۶۶ء)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء

قسط اوّل

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے انچارج وقفِ جدید قادیان

یادِ الٰہی مقدّم تھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالم جوانی میں ہی یادِ الٰہی کو مقدم رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء میں بیان فرمایا کہ

میری خلافت کے ابتدائی ایام میں موضع کاہلواں نزد قادیان کا ایک سکھ میرے پاس آیا۔ مجھے حضور اقدس سے اس کے تعلقات کا علم تھا۔ وہ چیخ مار کر کہنے لگا کہ آپ کی جماعت نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مَیں نے محبّت سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ مَیں مرزا صاحب کی قبر پر متھا ٹیکنے گیا لیکن مجھے روک دیا گیا۔ مَیں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ شرک ہے۔ اس کی اجازت نہیں ہے!

اس کا جوش ٹھنڈا ہوا تو اُس نے بتایا کہ ہمارا آپ کے خاندان سے پُرانا تعلّق ہے میرا باپ بھی آپ کے دادا صاحب کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میرا باپ اور ہم دونوں بھائی جو چھوٹی عمر کے تھے ان کے پاس آئے تو آپ کے دادا صاحب نے میرے باپ کو کہا کہ مجھے بڑا صدمہ ہے۔ اب میری موت کا وقت قریب ہے مَیں اپنے اس لڑکے کو بہت سمجھاتا ہُوں کہ کوئی کام کرے۔ مگر یہ کچھ نہیں کرتا۔ کیا میرے مرنے کے بعد یہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پڑا رہے گا۔ پھر ہم دونوں بھائیوں سے کہا کہ لڑکے لڑکوں کی بات مان لیتے ہیں۔ تم جاکر اسے سمجھاؤ۔ اور پوچھو کہ اس کی مرضی کیا ہے۔

سو ہم نے ان سے جاکر کہا کہ آپ کے والد صاحب کو شکوہ ہے کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے۔ نہ کوئی ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا اُن کو بہت صدمہ ہے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کا ارادہ کیا ہے۔ یہ سُن کر حضور نے فرمایا کہ بڑے مرزا صاحب خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں۔ مَیں نے جس کا نوکر ہونا تھا اس کا نوکر ہو چکا ہُوں۔ یہ بات آکر بتانے پر آپ کے دادا صاحب نے کہا کہ اگر وہ یہ بات کہتا ہے تو ٹھیک کہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ اس کے متعلق فرماتے تھے کہ جب گھر سے کھانا آتا اور مَیں پوشیدہ طور پر روزہ رکھتا تو چنوں پر گزارہ کر لیتا۔ حضور کے خادم حضرت حافظ معین الدین صاحب رضؓ جو آنکھوں سے معذور تھے، سُناتے تھے کہ حضورؑ جب مجھے گھر سے کھانا لانے کے لیے بھیجتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے۔ ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ حضور اپنا کھانا دُوسروں کو کھلا دیتے۔ اور خود چنوں پر گزارہ کرتے۔ اُس وقت کا نقشہ حضور نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے۔ ؎

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکْلِی
فَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

کہ ایک وقت تھا کہ دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑے مجھے ملتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ سینکڑوں خاندانوں کو اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ رزق دے رہا ہے۔ گویا ایک وہ وقت تھا کہ گھر کی مستورات مہمان کو بوجھ سمجھتی تھیں اور کھانا دینے سے انکار کر دیتی تھیں۔ اور حضرت اقدسؑ نے آٹھ پہر روزے رکھے۔ اور کجا یہ وقت کہ (جلسہ سالانہ پر) ہزاروں آدمی یہاں آتے ہیں اور اُن کا رزق اُن کے آنے سے پہلے یہاں پہنچ جاتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی لنگر خانہ کی آگ سرد نہیں ہوتی۔

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۳، ۴)

ابتدائی زمانہ کا قادیان

حضرت اقدس کے زمانہ میں قادیان کا کیا حال تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے ۱۹۲۶ء کے جلسہ سالانہ کے اخراجات کے مہیّا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدسؑ کا ہر سال کا پُورا ہونے والا ایک الہام ہے کہ

یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق
وَیَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

اور اس عظیم الشان نشان کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت دی وہ حالات میں نے دیکھے ہیں۔

”میری عمر تو چھوٹی تھی لیکن وہ نظارہ اب بھی یاد ہے جہاں اب مدرسہ (احمدیہ) ہے وہاں ڈھاب ہوتی تھی۔ ورلہ والا حصّہ جہاں اب بازار پڑا ہے وہاں روڑیاں پڑی ہوتی تھیں۔ اور میلے کے ڈھیر لگے ہوتے تھے اور مدرسہ کی جگہ لوگ دن کو نہیں جایا کرتے تھے .... اوّل تو کوئی وہاں جاتا نہیں تھا اور جو جاتا بھی تو اکیلا کوئی نہ جاتا۔ بلکہ دو تین مل کر جاتے۔ ان کا خیال تھا کہ یہاں جانے سے جن چمٹ جاتا ہے ...
..... بہرحال یہ ویران جگہ تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ویران جگہوں کے متعلق ہی لوگوں کا خیال ایسا ہوتا ہے ...... بہت سے آدمی بیان کرتے ہیں کہ قادیان کی یہ حالت تھی کہ دو تین روپے کا آٹا یہاں سے نہیں ملتا تھا .... اپنی اپنی ضرورت کے لئے لوگ خود ہی پیس لیا کرتے تھے۔ ہمیں جب کبھی کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی آدمی کو لاہور یا امرتسر بھیجا کرتے تھے۔ پھر آدمیوں کا یہ حال تھا کہ کوئی اِدھر آتا نہ تھا۔ برات وغیرہ پر کوئی مہمان اس گاؤں میں آجاتے تو آجاتے لیکن عام طور پر کوئی آتا جاتا نہ تھا۔

”مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ مَیں چھوٹا سا تھا۔ حضرت صاحب سیر کو جایا کرتے تھے مَیں بھی کبھی کبھی اصرار کرتا تو حضرت صاحب مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ مجھے یاد ہے برسات کا موسم تھا۔ ایک چھوٹے سے گڑھے میں پانی کھڑا تھا۔ مَیں اُسے پھلانگ نہ سکا تو مجھے خود اُٹھا کے آگے کیا گیا۔ پھر کبھی شیخ حامد علی صاحب اور پھر کبھی حضرت صاحب خود مجھے اُٹھا لیتے۔ اس وقت نہ کوئی مہمان تھا اور نہ یہ مکان تھے۔ کوئی ترقی نہ تھی۔ مگر ایک رنگ میں ترقی کا زمانہ تھا۔ کیونکہ اُس وقت حافظ حامد علی صاحب آ چکے تھے۔

” اس سے بھی پہلے جبکہ قادیان میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی شخص نہ جانتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے۔ اور دُور دُور سے تحائف لائیں گے۔ اُس وقت کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے (کہ)
— ایک شخص جس کو کہ اس کے محلے کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے۔
— جس کو اس کے شہر سے باہر دُوسرے شہروں کے انسان نہیں جانتے۔
— جس کی گمنامی کی حالت سے لوگوں کو یہی خیال تھا کہ (حضرت اقدس کے بھائی) مرزا غلام قادر صاحب ہی (اکیلے) ..... بیٹے ہیں۔
مَیں تجھ جیسے شخص کو عزت دوں گا۔ دُنیا میں مشہور کروں گا۔ عزت حاصل کرنے (تیرے) پاس آئیں گے۔“

(الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۶ تا ۸)

قادیان میں بے دینی

قادیان میں بے دینی کے بعض حالات کا علم حضرت عرفانی صاحبؓ کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ

جہاں ہمارا یہ مردانہ جلسہ اس وقت ہو رہا ہے، یہ تکیہ ہوتا تھا۔ بے دین لوگ یہاں جمع ہوتے تھے۔ بھنگ گھوٹی جاتی۔ اور چرس کے دم لگتے تھے۔ پھر تکیہ برباد ہو گیا۔ اور روڑیوں کا ڈھیر بن گیا۔ بعد میں ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے یہاں عید کی نماز پڑھی۔ پھر بہت بعد میں اِسی جگہ عورتوں کا سالانہ جلسہ ہونے لگا۔ اور بھنگ اور چرس پینے کے مقام پر حمدِ الٰہی ہونے لگی۔

(الحکم ۷ فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۱)

بٹالہ سے قادیان تک کا کٹھن سفر

حضرت اقدس کے عہدِ مبارک میں بٹالہ تا قادیان کے کٹھن سفر کا علم ذیل کے بیانات سے ہوتا ہے۔

(۱) — حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل بیان کرتے ہیں کہ بزرگ بٹالہ سے قادیان پیدل یا یکّہ کی سواری پر دھکّے کھاتے ہوئے پہنچتے تھے۔ حقیقۃً اِس سفر میں جو مزا آتا تھا اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق کی پیشگوئی ہر قدم پر پوری ہوتی نظر آتی تھی۔ یکّہ ایک عجیب بے ہنگم سواری ہے۔ مَیں پہلے پہل مولوی غلام رسول صاحب لنگوی کے ساتھ آیا۔ بٹالہ سے ہم نے پانچ آنے سواری کے حساب سے غفارا کا یکّہ لیا۔ موضع وڈالہ سے آگے سڑک کے ایک ہموار حصّہ سے ریت آندھی کے ذریعہ اُڑ چکی تھی۔ ایسے موقعہ پر یکّہ بان عموماً یکّہ تیز دوڑاتے ہیں۔ سواریوں کو خوش کرنے کے لیے یا اس تکلیف کے بدلہ میں جو وہ سواریوں

کو لازماً دیتے تھے۔ عموماً وڈالہ کے پاس ریت میں سے گزرنے کے لئے یکہ سے اتار کر پیدل چلا کر۔ غفارا نے بھی گھوڑے کو چابک لگایا۔ یکدم یکہ اُلٹا اور ہم فوراً نیچے گر پڑے۔ خیر گزری کہ معمولی خراش آئی۔ قادیان پہنچے تو چہروں پر غبار چڑھ چڑھ کر عجیب ہیئت ہو چکی تھی۔ ہم نے اپنے اسباب اور کپڑوں سے گرد جھاڑی اور اسی ہیئت کذائی کے ساتھ ہم مسجد اقصیٰ پہنچے۔

(۲) ـــــ جب دوسری بار ہم آئے تو جگو کا یکہ تھا۔ نہر کے پل سے گزرتے ہوئے اُس نے کہا کہ موضع ناتھ پور کے راستہ لے چلتا ہوں۔ یہ راستہ ذرا اچھا ہے۔ (یہ گاؤں قادیان کے مغرب کی طرف قریباً پون میل کے فاصلہ پر ہے) جونہی اُس نے گھوڑے کی باگ موڑی، یکہ گھوڑے سمیت ایک کھائی میں گر گیا۔ نیچے ریت کا انبار تھا اس لئے ہم بچ گئے۔ اور کپڑے جھاڑ کر پھر سوار ہو گئے۔

بعض اوقات یکہ بان سواریوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک سرحدی تحصیلدار بعد علاج واپس جارہے تھے۔ میں بھی اسی یکہ میں سوار تھا۔ راستہ میں یکہ بان نے کہا کہ یکہ دباؤ (دالو) ہے۔ بستر بھاری ہے۔ اور ایک دو سواریوں کو اتار دیا ـــــ تحصیلدار صاحب کو یہ بات ناگوار گذری۔ اور انہوں نے بستر بھی نیچے گرا دیا۔ اور یکہ بان سے کہا کہ بھائی صاحب! بوجھ زیادہ ہے۔ اسے اُٹھاتے لانا۔ اور خود یکہ دوڑا دیا۔ اور یکہ بان کو جو بستر اُٹھائے تھا دوڑا کر سواریوں کی تکلیف کا احساس کروایا۔

(۳) ـــــ ایک دفعہ میری ایک عزیزہ کو زچگی کے چِلّہ میں ہی قادیان سے جانا پڑا۔ بارش کے دن تھے۔ اور (موضع ڈلّہ تک) موڑ تک ڈیڑھ دو میل یکے پر سفر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان دنوں یہ نیا راستہ نکالا گیا کہ مدرسہ احمدیہ کے صحن سے گزر کر مقبرہ بہشتی سے مغربی جانب راستہ سے موضع کالواں کے پاس (بٹالہ والی) سڑک پر جا چڑھتے تھے۔

(۴) ـــــ حضرت عرفانی صاحبؓ کو مسافروں کا بہت احساس تھا۔ انہوں نے یہ انتظام کیا کہ ڈاک لانے والوں سے معاہدہ کیا۔ جس سے صبح سویرے آنے والوں اور ظہر کے بعد جانے والے دو چار افراد کو سہولت ہونے لگی۔ ایک دفعہ ہم دونوں قادیان سے روانہ ہوئے۔ گھوڑا شاید تھکا ہوا تھا۔ بہت آہستہ آہستہ چلتا تھا۔ آگے آگے جانے والے ایک چھکڑے سے آگے نہیں گزرتا تھا۔ عرفانی صاحبؓ نے چھکڑے والے کو آواز دے کر ٹھہرا لیا اور اسے کہا کہ اس یکہ کو اپنے چھکڑے کے ساتھ باندھ لو تاکہ ہم منزلِ مقصود پر دن ہوتے پہنچ جائیں۔ اس پر یکہ بان نے چابک لگایا ۔۔۔ [illegible]

(۵) ـــــ مجھے ایک بار ۱۹۰۸ء میں اکیلے ہی یکہ میں چھتری کے نیچے بیٹھ کر سفر کرنا پڑا۔ قدم قدم پر میں اُچھلتا اور یوں معلوم ہوتا کہ کوئی غیر معمولی طاقت مجھے پٹخنیوں پہ پٹخنیاں دے رہی ہے۔
(الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵)

(۶) ـــــ اخبار بدر بابت ۱۲ جنوری ۱۹۰۲ء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ریل گاڑی لاہور سے بٹالہ صبح نو بجکر سینتیس منٹ پر پہنچتی تھی۔ اور بٹالہ سے امرتسر اور لاہور کو ایک ریل گاڑی صبح نَو بجکر اڑتالیس منٹ پر، دوسری ایک بجکر اٹھتیس منٹ پر اور تیسری رات کو آٹھ بجکر بارہ منٹ پر روانہ ہوتی تھی۔ یہاں یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اخبار بدر کی ملکیت ایک ٹم ٹم اور ایک ٹانگہ ہے۔ یکہ کا کرایہ قریباً ایک روپیہ اور ٹانگہ کا دو روپیہ ہے۔ (صفحہ ۳)

(۷) ـــــ محترم حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ نے بدر بابت ۱۹ جنوری ۱۹۰۲ء میں ایک اعلان میں لکھا ہے کہ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ہمارے مسافر بھائیوں کو بٹالہ سٹیشن پر سواری کی بہت دشواری پیش آتی ہے۔ اور سواری والے مسافروں سے تکرار کرتے ہیں اور بعض دفعہ ان کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیماروں کو یکہ کی سواری موافق نہیں ہوتی۔ سو ایسی تکالیف دُور کرنے کے لئے ہم نے اپنی جماعت میں ایک ٹم ٹم اور ایک تانگہ مہیا کیا ہے۔ سو حسب خواہش سواری میسر آ سکتی ہے۔ ٹم ٹم تین چار سواریوں کے لئے ڈیڑھ روپیہ میں اور تانگہ ایک سے تین سواری تک دو روپیہ میں ملے گا۔ اور جو صاحب قبل از وقت بذریعہ خط ٹھیک وقت سے اطلاع دیں تو جس قسم کی وہ سواری چاہیں گے ہم بٹالہ سٹیشن پر پہنچا دیں گے۔ (صفحہ ۳)

مہمان نوازی

حضرت اقدسؑ کی مہمان نوازی وغیرہ کے تعلق میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ :-

(۱) ـــــ حضورؑ کی عادت تھی کہ جب کوئی مہمان آتا تو حضورؑ دریافت فرماتے کہ آپ نے کتنی چھٹی لی ہے۔ اور کتنے روز آپ ٹھہریں گے۔ اگر چھٹی کے کچھ دن مہمان نے کہیں اَور جانے کے لئے رکھے ہوتے تو فرماتے اچھا۔ اب کی دفعہ وہ دن بھی آپ یہیں گذاریں۔ حضورؑ کو مہمانوں کے آنے سے خوشی ہوتی تھی۔ جانے سے نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورؑ کو خواہ ۔۔۔ [illegible] دعاؤں کے لئے تحریک ہوتی تھی۔ تو حضورؑ حتی الوسع لوگوں کو ان برکات میں شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

(۲) ـــــ بیعت کے بعد حضورؑ کے وصال تک مجھے اٹھارہ سال حضورؑ کے قدموں میں پرورش پانے کا موقعہ ملا۔ حضورؑ باپ کی طرح مجھ سے شفقت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ میں ایک بجے دن لاہور سے پہنچا۔ علم ہونے پر حضورؑ فوراً باہر تشریف لے آئے اور ملاقات کے بعد فرمایا کہ میں پہلے آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ جب حضور کھانا لے آئے اور میں نے کھانا شروع کیا تو اذان ہو گئی۔ میں جلدی جلدی کھانے لگا۔ حضورؑ نے تبسم سے فرمایا کہ آپ اطمینان سے کھانا کھائیں۔ جب تک میں مسجد میں نہیں جاتا، اُس وقت تک نماز نہ ہوگی۔ اور جب تک آپ کھانا کھاتے ہیں، میں آپ کے پاس بیٹھا رہوں گا۔

(۳) ـــــ ایک دفعہ جب میں لاہور سے آیا ہوا تھا، واپس جانے لگا تو حضورؑ مجھے یکہ پر سوار کرانے کے لئے میرے ہمراہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ مفتی صاحب! میں نے راستہ کے واسطے آپ کے لئے روٹی بھی منگوائی ہے۔ چنانچہ ایک شخص دو روٹیاں اور ایک پیالے میں سالن لایا۔ فرمایا، اوہو! رومال کوئی نہیں لایا۔ پھر اپنی پگڑی اُتاری اور اس میں سے کپڑا پھاڑ کر کھانا اس میں لپیٹ کر مجھے دیا۔

(۴) ـــــ ایک دفعہ میں آیا تو حضورؑ نے ملاقات کی اور فرمایا آپ تشریف رکھیے۔ میں پہلے آپ کے لئے کھانا لاؤں۔ چنانچہ حضور خود ایک سینی میں کھانا لائے اور فرمایا آپ کھانا کھائیے۔ میں آپ کے لئے پانی لاتا ہوں۔ پھر حضورؑ خود ہی پانی لائے۔ مجھ پر ایک رقت طاری ہوئی کہ حضور اپنے ایک ادنیٰ خادم کے ساتھ جب یہ سلوک کر رہے ہیں تو ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔

(۵) ـــــ ایک دفعہ میں آیا تو حضورؑ نے اپنے کمرے کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں مجھے ٹھہرایا۔ چونکہ یہ کوٹھڑی ساتھ ہی تھی، کبھی حضورؑ میرے لئے آم لے آتے، کبھی کچھ اَور چیز۔ اور کبھی آکر مجھے الہامات سُناتے۔ ان دنوں میں قادیان میں خارش کی کچھ شکایت تھی۔ اور آپؑ کے ہاتھوں پر بھی کچھ خارش تھی۔ حضورؑ نے مصفّیٔ خون دوا تیار کی۔ اور باہر آکر اس کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہر بات میں حضور کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔ کہنے لگے کہ حضور مجھے بھی کچھ خارش کی شکایت ہے میں بھی دوا پیوں گا۔ مجھے بھی کچھ خارش معلوم ہوتی تھی، میں نے بھی اس کا ذکر کیا۔ مگر دوا کے لئے درخواست نہیں کی۔ دُعا کے لئے عرض کیا ـــــ!

تھوڑی دیر کے بعد ایک پیالہ دوائی کا بھرا حضورؑ نے مولوی صاحب کے لئے بھیجا۔ پینے لگے تو پتہ لگا کہ سخت کڑوی ہے۔ کہنے لگے، لے جاؤ بھائی، لے جاؤ۔ میں یہ نہیں پیتا۔ کہہ دو کہ مجھے کڑوی دوائی نہیں چاہیئے۔

کچھ دیر بعد حضور ایک پیالہ بھرے میری کوٹھڑی میں تشریف لائے اور فرمایا، لو مفتی صاحب! یہ آپ پی لیں۔ مولوی صاحب کی طرح میں بھی مٹھائی کھانے والا آدمی ہوں۔ اور میں مولوی صاحب کے پیالہ کا نظارہ دیکھ چکا تھا۔ بہت گھبرایا اور سوچا کہ یہ تلخ پیالہ شاید مجھے پینا ہی پڑے۔ میں نے پیالہ حضور کے ہاتھ سے لیا اور اسی سوچ میں تھا کہ حضور چلے جائیں تو میں اسے آگے پیچھے کر دُوں۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ آپ پی لیں۔ تاکہ میں پیالہ واپس لے جاؤں۔ اب پینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے پیالہ مُنہ سے لگایا۔ اور آنکھیں بند کر کے جلد جلد نصف کے قریب پی لیا۔ مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ پیالہ تلخ نہیں بلکہ میٹھا ہے۔ تب میں نے بے ساختہ کہا: حضورؑ! یہ تو میٹھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ طریق ادب یہی ہے۔ یہ خارش کی دوا نہ تھی بلکہ آپ چونکہ دماغی محنت بہت کرتے ہیں، میں نے آپ کے لئے شیرۂ بادام بنایا ہے۔
(الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۶، ۷)

شدید محنت کی عادت

حضرت اقدسؑ کی شدید محنت کی عادت کے بارے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ :-

(۱) ـــــ سخت دماغی محنت سے حضورؑ کو دماغی کمزوری ہو جاتی تھی اور آپ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مارٹن کلارک نے جو حضور پر اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا تھا اور مولویوں نے بھی اس میں حضور کے خلاف شہادت دی تھی۔ اس کی بٹالہ کی پیشی سے ایک روز پہلے عشاء کے بعد حضور ۔۔۔ کو جواب دعویٰ لکھنے بیٹھے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کے مسوّدہ کو خوشخط لکھتا جاؤں۔ حضور صحن میں اندر بیٹھ گئے۔ لالٹین اور بتیاں روشن کی گئیں۔ برادرم مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم رضؓ مُسوّدہ پڑھتے جاتے اور میں لکھتا جاتا تھا۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۷ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

آخری ماہ و سال ۰ آخری لمحات ۰ آخری تقریر

از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف فاضل ربوہ

خدا کے بندے نہ بے موسم آتے ہیں اور نہ بے موسم جاتے ہیں۔ ان کے آنے کے لئے بھی وقت مقرر ہوتا ہے اور جانے کے لئے بھی۔ وصال سے قریباً اڑھائی سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "الوصیت" لکھ کر اپنی جماعت کو اطلاع کر دی کہ میرا وقت آگیا ہے۔ اس دنیا میں اب میرا قیام تھوڑا ہی ہے۔ فرمایا:-

"قَـلَّ مِیعَادُ رَبِّكَ۔ جاءَ وَقْتُكَ۔"

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں
اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔

اپریل ۱۹۰۸ء کے آخر میں جب آپ نے لاہور کے سفر کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی لخت جگر نواب مبارکہ بیگم کو فرمایا کہ ایک کام در پیش ہے۔ دعا کرو۔ اگر کوئی خواب دیکھو تو مجھے بتانا۔ چنانچہ آپ کی بیٹی نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ ایک بالاخانہ پر گئی ہیں۔ وہاں حضرت مولانا نورالدین رضی ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں۔

سیدہ موصوفہ نے اپنے قابل صد احترام باپ کو خواب سنائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اپنی اماں سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص۲۰)

۲۶ اپریل کو آپ کو یہ آواز آئی:-
"مباش ایمن از بازئ روزگار۔"
(تذکرہ ص۷۵۲)

کہ اس زندگی کے کھیل سے امن میں نہ ہو۔

۲۷ اپریل کو آپ قادیان سے روانہ ہوئے ایک دن بٹالہ ٹھہر کر ۲۹ کو آپ لاہور پہنچ گئے۔ لاہور میں ۹ مئی کو آپ کو خدا تعالیٰ نے بتلایا:-

"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حِمْلٍ۔"
(تذکرہ ص۷۵۲)

کہ کوچ کا وقت قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ سارا بوجھ خود اٹھا لے گا۔"

۱۰ مئی کو پھر الہام ہوا:-
"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ۔"
(تذکرہ ص۷۵۲)

۱۷ مئی کو پھر الہام ہوا:-
"مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔"
(تذکرہ ص۷۵۳)

کہ فانی عمر پر بھروسہ نہ کیجئے!

۲۰ مئی کو پھر الہام ہوا:-
"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ۔"
(تذکرہ ص۷۵۲)

کہ کوچ کا وقت آگیا اور موت قریب ہے۔

ان الہامات میں جہاں آپ کے وصال کی طرف اشارہ تھا وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ڈھارس بندھائی گئی تھی کہ ڈر کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کا نگہبان ہے۔

موت کا ڈر نہیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آرہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ۔ صاحب عزم و ہمت اپنے مفوضہ کاموں کو انجام دے رہا ہے۔ اپنے اور بیگانے ملاقات کیلئے آتے۔ آپ انہیں ہدایات سے نوازتے نصائح فرماتے۔ غیر از جماعت دوست آتے دینی مسائل پر گفتگو ہوتی اور حاضرین آپ کے ارشادات سے مستفیض ہوتے غیر مسلم رؤسا اور لیڈر بھی ملاقات کے لئے آتے۔

الغرض مسیح پاک اپنے روزمرہ کے مشاغل میں معمول کی طرح مشغول ہیں۔

تبلیغ کا حق ادا ہو چکا

مسٹر محمد علی جعفری ایم۔ اے وائس پرنسپل اسلامیہ کالج ملنے کے لئے آئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا:-

"ہم نے زبانی اور تحریری طور پر اپنا کام پورا کر دیا ہے۔ اور دنیا میں شاید ہی کوئی کہہ سکے کہ اسے ہماری تبلیغ نہیں ہوئی۔ یا ہمارا دعویٰ نہیں پہنچا۔"
(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۸ء)

حدیث میں آتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر علیٰ رؤس الاشہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تین بار پوچھا

"اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ؟"

لوگو! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ کیا میں نے رسالت کا حق ادا کر دیا؟

جب صحابہ رضی کرام نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا:-

"اے اللہ گواہ رہ۔ میں نے تیری رسالت کا حق ادا کر دیا۔"

جماعت کو تین نصائح

ان ایام میں آپ نے جماعت کو مخاطب ہو کر ایک روز فرمایا:-

"یاد رکھو اللہ صرف دعووں کو قبول نہیں کرتا جب تک اس کے ثبوت میں عملی تبدیلی پیدا نہ ہو۔ اپنی زندگیوں میں سچی تبدیلی اور خوف خدا پیدا کرو۔ پاک نمونہ دکھلاؤ۔"
(الحکم ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء)

دوسرے موقع پر فرمایا:-

"توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دو کہ واقعی تم موحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔"
(الحکم۔ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

قرآن کے بارہ میں جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا:-

"قرآن مجید ایک ایسی غذا کی مانند ہے جو ہر طبقے۔ ہر مزاج کے لوگوں کے مناسب حال ہے۔ اور یہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔"
(بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

ان ایام میں حضور نے جماعت کو بار بار سچی تبدیلی، دل کی پاکیزگی۔ باطن کی صفائی۔ مذہب اور سائنس اور تعلیم نسواں کے متعلق بار بار توجہ دلائی جسے سلسلہ کے جرائد نے محفوظ کیا ہے۔

سر فضل حسین

بٹالہ کے رہنے والے سر فضل حسین بار ایٹ لاء المتوفی ۱۹۳۶ء مشہور سیاسی لیڈر آپ سے ملنے آئے اور مسئلہ کفر و اسلام پر آپ سے بات کرتے رہے جو سلسلہ کے لٹریچر میں محفوظ ہے۔

احترام آدمی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی بابو غلام محمد صاحب فورمین اور عبدالعزیز صاحب مغل لاہوری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جب حضور لاہور تشریف لائے تو ہم چند نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ دوسری قوموں کے بڑے بڑے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو ان کی قوموں کے نوجوان گھوڑوں کی بجائے خود ان کی گاڑی کھینچتے ہیں۔ اور ہمیں جو لیڈر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ ایسا جلیل القدر ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ پس آج ہمیں بھی گھوڑوں کی بجائے حضور کی گاڑی خود کھینچنی چاہیئے۔

چنانچہ جب حضور باہر تشریف لائے اور گاڑی میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو دریافت فرمایا "گھوڑے کہاں ہیں؟" ہم نے عرض کی "حضور! دوسری قوموں کے لیڈر یہاں آتے ہیں تو ان کی قوموں کے نوجوان ان کی گاڑی کو کھینچنا باعث فخر جانتے ہیں۔ آج حضور کی گاڑی کھینچنے کا شرف ہم حاصل کریں گے۔" حضور نے فرمایا:-

"فوراً گھوڑے جوتو۔ ہم انسان کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے۔ ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔"
(حیات طیبہ صفحہ ۴۵۶، ۴۵۷)

ان اخلاق کا ظہور انہیں سے ہو سکتا ہے جن کی راہ نمائی خود خدا نے کی ہو۔ جن کی تربیت خود مسیح و قدوس کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی

ہوئی ہو جو ریا، خود نمائی اور خود پسندی سے بالکل بیزار ہوں۔ یہ معلّمِ انسانیت ہوتے ہیں جو انسانیت کا شرف قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔

آخری تصنیف

دعوتِ طعام کے موقع پر حضورؑ کے لیکچر میں محدود اور منتخب افراد ہی آسکتے تھے اس لئے بعض معزّزین نے یہ تجویز پیش کی کہ حضورؑ کا ایک پبلک لیکچر بھی ہو جس میں عام لوگ شامل ہو کر فائدہ اُٹھا سکیں۔ حضورؑ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اس مضمون میں حضورؑ نے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمان کے درمیان مذہبی طور پر صلح کے لئے چند تجاویز پیش کیں۔ مضمون کا عنوان تھا "پیغامِ صلح" مضمون تحریر فرما رہے تھے کہ ۲۰ مئی کو الہام ہوا:۔

> اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ
> وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ
> (تذکرہ صفحہ ۷۵۲)

کہ کوچ کا وقت آگیا ہاں کوچ کا وقت آگیا اور موت قریب ہے
تذکرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے یہ آخری پیام تھا۔ لاہور میں اس مضمون اور بھی الہام ہوئے تھے ایک دن ذکر حضرت اماں جانؓ نے کہا اب قادیان ہی چلیں اس پر حضورؑ نے فرمایا:۔

"اب تو ہم اس وقت چلیں گے جب خدا تعالیٰ لے جائے گا۔"
(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۲)

اس مضمون "پیغامِ صلح" کے آخر میں آپؑ نے برملا فرمایا:۔

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں ....
......"

آخری تعمیر

اس تقریر کے بعد حضورؑ حسبِ معمول سیر کے لئے باہر تشریف لائے کرایہ کی ایک گاڑی حاضر تھی حضورؑ نے اپنے ایک مخلص مُرید حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے فرمایا کہ میاں عبدالرحمٰن! اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے پاس ایک روپیہ ہے وہ ہمیں صرف اتنی دور تک لے جائے کہ ہم اس روپے کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں۔"
(سیرتِ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

وصالِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۵ کی شام کو مغرب وعشاء کی نمازوں سے فارغ ہو کر تھوڑا سا کھانا کھا کر آپؑ بستر پر تشریف لے گئے کوئی ۱۱ بجے قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے پہلے بھی دماغی کام کرنے کی وجہ سے آپؑ کو اسہال کی تکلیف ہو جایا کرتی تھی جب کبھی دماغی کام کرتے تو آپؑ کو یہ تکلیف ہو جاتی اور نبض گرنے لگتی جو مشک کے استعمال سے بحال ہو جاتی۔ اب بھی دست آیا اور آپؑ نے کمزوری محسوس کی۔ تھوڑی دیر بعد پھر حاجت ہوئی۔ جب واپس تشریف لائے تو شدّتِ ضعف سے چارپائی پر گر گئے اس پر حضرت اماں جانؓ نے گھبرا کر کہا "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے"۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"یہ وہی ہے جو مَیں کہا کرتا تھا۔"

یعنی مقدر وقت آن پہنچا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا مولوی نورالدین صاحبؓ کو بُلوا لو اور فرمایا محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) اور میر ناصر نواب صاحبؓ جو حضورؑ کے خُسر تھے بُلوا لیا جائے ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو بھی علاج کے لئے بُلوا لیا گیا انسانی [illegible] علاج میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی گئی لیکن کمزوری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی گئی ضعف بڑھ گیا اور نبض ڈوبنے لگی بولنے میں بھی تکلیف محسوس ہوتی تھی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا:۔

"اے میرے پیارے اے میرے پیارے اللہ اے میرے پیارے اللہ!"
(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۲-صفحہ ۱۸۳)

آخری نماز

صبح کی نماز کا وقت ہوا تو نحیف آواز میں دریافت فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ ایک خادم نے عرض کی ہاں حضور ہو گیا ہے اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمّم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیّت باندھی مگر اس دوران بے ہوشی کی حالت ہو گئی جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ پھر دوبارہ نیّت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا وہی الفاظ "اللہ میرے پیارے اللہ! سنائی دیتے تھے اور ضعف لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا اب بظاہر حالات نظر آرہا تھا کہ آپؑ کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت سردارِ دوجہاںؐ کا سر میری گود میں تھا۔ آپؐ ہاتھ بلند کر کے یہ کہتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

اے اللہ اے میرے بلند و برتر ساتھی یہ کہتے کہتے آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ مجھے اس وقت علم ہوا جب آپؐ کا ہاتھ ڈھلک گیا کہ آپ کا وصال ہو گیا [illegible]

ادھر آپ کی رفیقۂ حیات۔ ہماری مادرِ مہربان دعا میں مصروف تھیں وہ یہ دعا کر رہی تھیں:۔

"خدایا ان کی زندگی دین کی خدمت میں خرچ ہوئی ہے تو میری زندگی بھی ان کو عطا کر دے"۔

لیکن جب نزع کی حالت حضور پر طاری ہوئی تو انہوں نے نہایت درد بھرے الفاظ میں روتے ہوئے کہا:۔

"خدایا اب یہ تو ہمیں چھوڑے جا رہے ہیں لیکن تو نہ ہمیں چھوڑیو"۔

ساڑھے دس بجے کے قریب آپؑ نے دو لمبے لمبے سانس لئے اور آپؑ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے

آخری ماہ وسال

... اپنے ابدی آقا اور محبوب کی خدمت میں اسی تاریخ ۲۶ مئی کو حاضر ہو گئی جس تاریخ میں آپ کے آقا اور مطاع کی رُوح اپنے رب کے حضور پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام

آخری فعل۔ آخری کلمہ

آپ نے دیکھا کہ اس عاشقِ خیر الانام کا آخری فعل نماز تھا آخری کلمہ زبان پر "اللہ اے میرے پیارے اللہ" تھا کہ اس کے محبوب آقا کی زبان پر دُنیا سے جُدا ہوتے ہوئے یہی کلمہ تھا اس کی قلم سے آخری دن جو الفاظ نکلے وہ یہی تھے

"ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور مال باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

احباب کے سامنے اس کی آخری تقریر یہ تھی کہ عیسیٰ کو مرنے دو تا اسلام زندہ ہو وہ جب تک جیا اسلام کے لئے جیا اور آخری سانس تک اسے جس کی زندگی کی فکر تھی سے لے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار وہ اس دنیا کا مال اس دنیا کے سپرد کر کے آخری روپیہ گاڑی بان کو دے کر اپنی جھولی جھاڑ کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے لیکن اپنی جماعت اور اولاد کے لئے دعاؤں کا لازوال خزانہ چھوڑ گئے ہیں جو وقت وقت پر ہمیں ملتا رہے گا۔ کتنی مبارک ہوتی ہے ان خدا والوں کی زندگی اور کتنا مبارک ہوتا ہے ان کا وصال وہ موت سے ڈرتے نہیں جب انہیں اس دنیا میں اختیار دیا جاتا ہے۔ تو وہ اُس آسمانی آقا کی رفاقت کو ترجیح دیتے ہیں انہیں سوائے خدا کی رضا اور اس کی لقاء کے اور کوئی فکر نہیں ہوتی وہ زندگی کے آخری سانس تک اپنا مفوضہ کام کرتے اس کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

(منقول از الفضل ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء)

درخواستہائے دعا

● مکرم محمد [illegible] نعیم بریڈ فورڈ انگلینڈ اپنی [illegible] و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے حصول کے لئے جملہ بزرگان و درویشان کرام کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

● میرے بیٹے عزیز نور احمد ناصر مقیم لاہور (پاکستان) کی اہلیہ عزیزہ مریم صدیقہ سلمہا شدید طور سے بیمار ہیں۔ عزیزہ کی کامل صحت و شفایابی اور عزیزان عزیز احمد۔ مبارک احمد۔ منصور احمد اور عزیزہ امۃ النصیر کی امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے
خاکسار: محمد عبداللہ صاحب مدرس انجمن احمدیہ

● خاکسار کے خُسر محترم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ، خوشدامن صاحبہ اور والدہ محترمہ مختلف عوارض سے دوچار ہیں ہر سہ مریضان کی کامل صحت و شفایابی کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔
خاکسار شیخ نظام الدین تاراکوٹ اڑیسہ

● خاکسار نے اپنے بچے کے تعلق سے ایک منذر خواب دیکھی ہے۔ مبلغ ۵/ روپے صدقہ [illegible] ادا کرتے ہوئے دعا کی درخواست [illegible]
[illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لاجواب علمی اور انعامی چیلنج

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شاہجہانپور)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام مسیح و مہدی کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مجھے خدا تعالیٰ نے اپنی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں" (اربعین ع۱ ص۳)

یہ دعویٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کے عین مطابق ہے۔

(۱) "لا المھدی الا عیسیٰ ابن مریم" (ابن ماجہ)

(۲) "عیسیٰ ابن مریم اماماً مھدیاً حکماً عدلاً" (مسند احمد بن حنبل)

یعنی آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے امام مہدی ہی عیسیٰ ابن مریم اور حکم عدل ہوں گے حدیث نبوی میں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ مہدی مال تقسیم کرے گا۔ اور کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ وہاں مسیح موعود کی بھی یہی صفت بتائی گئی ہے۔ جو مزید ثبوت ہے اس بات کا کہ مہدی اور مسیح موعود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں مسیح موعود کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے اس کا ایک کام یہ بتایا گیا ہے کہ:-

"یفیض المال حتی لا یقبلہ احد" (بخاری باب یکسر الصلیب)

کہ مسیح موعود اس قدر مال تقسیم کرے گا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ اسی طرح ابوداؤد میں مہدی کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ مال تقسیم کرے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو طرح سے مال تقسیم فرمایا ہے۔ اول اس طور پر سے کہ حضور نے قرآن کریم کے حقائق و معارف کے خزانے اس انداز سے انڈیل دیئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی دوسرے حضور نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر چالیس سے زائد انعامی تحدیاں اور چیلنج بھی دنیا کے سامنے پیش کیے ہیں۔ جو آج تک لاجواب پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ حضور کے مخالفین نے فوج در فوج ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مٹانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ان علمی اور انعامی چیلنجوں کا سامنا نہ کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ ان میں سے بعض قارئین بدر کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہیں۔

(۱)

دس ہزار روپیہ کا انعام "براہین احمدیہ" کی مقابلہ پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو دعوت مقابلہ دی کہ جو حقائق و معارف قرآن مجید سے ہم نے بیان کئے ہیں اپنی تمام کتب مقدسہ مسلمہ سے اس قدر یا نصف یا ثلث یا ربع یا خمس پیش کریں یا صرف ان دلائل کی تردید ہی کر دیں تو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں۔ اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دربارہ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کی ہیں اپنی الہامی کتاب میں ثابت کر کے دکھلا دے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہیئے تھا ظہور میں آگیا ہے میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا"

(براہین احمدیہ ص...)

۲۔ ایک ہزار روپے انعام لفظ "توفی" پر

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے دو مقامات پر لفظ توفی کے باب تفعل کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں جس کے معنے صرف اور صرف وفات اور قبض روح کے ہی ہو سکتے ہیں۔ اسی علمی نکتہ سے بھی بالبداہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جاتی ہے۔ اس پر انعامی چیلنج دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی شخص قرآن مجید سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں۔ کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد دونگا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی و قرآن دانی کا اقرار کر لونگا"

(ازالہ اوہام ص۶۰۳)

۳۔ ایک ہزار روپے انعام لفظ "الدجال" پر

احادیث نبویؐ میں زمانہ مسیح موعود کی چھ علامات لکھی ہیں۔ ان میں دجال کے ظاہر ہونے کی خبر بڑی اہمیت رکھتی ہے حضور نے "ازالہ اوہام" میں اس خبر کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ قرآن مجید میں مغربی اقوام کے سیاسی فتنہ کو یاجوج و ماجوج کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ حدیث میں اس کے مذہبی پہلو کو دجال کہا گیا ہے جو عیسائیت ہے اور جس کا در خروج حدیثوں کے مطابق گرجے سے ہونا مقدر تھا۔ اس طرح حضور نے دنیا کے خطرناک ترین فتنہ کی نشاندہی کر کے دنیائے اسلام کو اس کی فتنہ سامانیوں سے بچنے کی دعوت دی۔ اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ہمنوا علماء اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے مگر آج غیر احمدیوں کے نامور علماء اس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو خواجہ حسن نظامی کی کتاب "الامر" اور حکیمت بالغہ مؤلفہ ابوالجمال احمد مکرم عباسی مطبوعہ حیدرآباد اور مولانا عبدالماجد دریابادی کا صدق جدید وغیرہ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"اگر مولوی محمد حسین بٹالوی یا ان کا کوئی ہم خیال یہ ثابت کر دے کہ الدجال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے بجز دجال معہود کے کسی اور دجال کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ایسے شخص کو بھی جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ نقد بطور تاوان دونگا چاہیں تو مجھ سے رجسٹری کروالیں یا تمسک لکھوا لیں"

(ازالہ اوہام ص۶۰۳)

۴۔ بیس ہزار روپے انعام برمسئلہ وفات و حیات مسیح

مسئلہ وفات و حیات مسیح بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جانے سے دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث بلکہ شیعہ سنی تمام فرقوں کے غیر احمدی علماء اور تمام عیسائی پادریوں کا باطل پرست ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا اور احمدیت کی صداقت کا روز روشن کی طرح مبرھن ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ اس حقیقت پر بیس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی

بحث پیش کرے۔ تو ہم الیسے ... ہزار روپیہ تک تاوان دے ... گیا۔ اور توبہ کرنا اور تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۹۲)

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روح انصاف و خدا ترسی کہ ہے دیں کا مدار

۵۔ دس ہزار روپیہ کا انعام روحانی مقابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا تو تمام مذاہب کے لیڈروں کو روحانی مقابلہ کی بار بار اور پُر زور دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں حضور ایک انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ جو دس ہزار کے قریب ہوگی اس کے حوالہ کر دوں گا۔ یا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اس طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۲)

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

۶۔ دو ہزار چار صد روپے کا انعام قبول اسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشان نمائی کا ایک عام چیلنج دے رکھا تھا کہ ایک سال تک کوئی بھی مذہبی لیڈر قادیان میں حضور کے پاس قیام کرے اور نشان دیکھنے پر اسلام قبول کرے۔ اس چیلنج کا امتحان کرنے کے لئے منشی اندرمن مراد آبادی نے آمادگی کا اظہار کیا۔ مگر دو ہزار چار صد روپے پیشگی جمع کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس پر حضور نے یہ رقم ان کو بھجوا دی لیکن منشی صاحب ڈر گئے اور لاہور سے بھاگ کر مراد آباد چلے گئے۔ اور طرح طرح کے بہانوں سے گریز کی راہ اختیار کی۔ حضور منشی صاحب کو انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ (منشی اندرمن مراد آبادی) ایک سال تک قادیان میں ٹھہریں تو ضرور خداوند کریم اثبات حقیقت اسلام میں کوئی آسمانی نشان آپ کو دکھلا دے گا اگر اس عرصہ میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو تو ۲۴۰۰ روپے نقد بطور حرجانہ یا جرمانہ آپ کو دیا جائے گا۔ اور اگر عرصہ مذکور میں کوئی نشان دیکھ لیں تو اسی جگہ قادیان میں مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ ہم نے آپ کی تسلی کے لئے ۲۴۰۰ روپیہ نقد بھیج دیا ہے"

(اشتہار صفحہ ۲۰ تبلیغ رسالت جلد ۱)

منشی اندرمن مراد آبادی کے راہ فرار اختیار کرنے کا نتیجہ میں بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ یہ خط و کتابت بے نتیجہ ثابت ہوئی مگر کرشمہ قدرت ملاحظہ ہو کہ اس کے چودہ پندرہ برس بعد لالہ نرائن داس پلیڈر مراد آباد کے فرزند اور منشی اندرمن صاحب کے نواسے بھگوتی سہائے نے قبول اسلام کر لیا (ملاحظہ ہو اخبار عام بحوالہ الحکم ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء)

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

۷۔ پانچ ہزار روپے انعام۔ پادری عماد الدین وغیرہ کے لئے

پادری عماد الدین در حقیقت ایک مسلمان عالم تھے جو اس زمانہ میں عیسائی ہو گئے تھے اور اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بدترین حملے کرنا ان کا شیوا تھا۔ اسی ذہنیت سے انہوں نے "توزین الاقوال" ایک کتاب شائع کی۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عربی تصنیف نور الحق تحریر فرمائی اور اسی سلسلہ میں پانچ ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ رسالہ محض پادری عماد الدین کی عربی دانی اور مولویت کے آزمانے کے لئے اور نیز ان کے دوسرے مولویوں کے پرکھنے کے لئے تالیف کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ اگر پادری عماد الدین صاحب اور ان کے دوسرے دوست جن کے نام ان کی فہرست میں اور نیز اس رسالہ میں بھی موجود ہیں حقیقت میں مولوی ہیں۔ اور اسلام کے ان اعلیٰ درجہ کے فاضلوں میں سے ہیں جو عیسائی ہو گئے۔ تو ان کو چاہیے کہ خواہ جدا جدا اور خواہ اکٹھے ہو کر اس رسالہ کا جواب اسی حجم اور ضخامت کے لحاظ سے ویسی ہی عربی بلیغ فصیح میں لکھیں جس طرح پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے اور اسی قدر اس میں عربی اشعار بھی اپنی طبع زاد درج کریں۔ جیسا کہ ہمارے اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں۔ اگر انہوں نے عرصہ دو ماہ تک ہمارے رسالہ کی اشاعت سے ایسا کر دکھایا اور گورنمنٹ کی منصفی سے یا اگر گورنمنٹ منظور نہ کرے تو یہ رضامندی طرفین منصف مقرر ہو کر ثابت ہو گیا کہ ہمارے رسالہ کے مقابل پر ان کا رسالہ نظم و نثر میں بلحاظ دیگر مراتب قدم بہ قدم و نعل بہ نعل رہے۔ اور اس سے کم نہیں ہے تو پانچ ہزار روپیہ نقد ان کو اسی وقت بلا توقف بطور انعام دیا جائے گا۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۷)

۸۔ چھ ہزار روپے انعام۔ کرامات الصادقین اور نور الحق کی مثل لانے پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی علماء کو نور الحق کی مثل لانے پر جہاں پانچ ہزار روپے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا وہاں یہ چیلنج حیات مسیح کے قائلین علماء اسلام کے لئے بھی تھا۔ اور اس کے علاوہ ایک اور عربی تصنیف کرامات الصادقین کی مثل لانے پر غیر احمدی علماء کو ایک ہزار روپے انعام دینے کا چیلنج بھی حضور نے دیا تھا۔ چنانچہ غیر احمدی علماء بھی ان چیلنجوں کے سامنے لاجواب ہو گئے۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں کہ وہی شخص جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ جاہل ہے اور ایک صیغہ تک اس کو معلوم نہیں۔ وہ ان تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں۔ بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری تفسیر کے مقابل پر تفسیر بناؤ تو پانچ ہزار روپیہ پہلے رکھا لو اور کوئی مولوی دم نہیں مارتا کیا یہی مولویت ہے جس کے بھروسہ سے مجھے کافر ٹھہرایا تھا۔ ایہا الشیخ اب وہ الہام پورا ہوا یا کچھ کسر ہے ایک دنیا جانتی ہے کہ میں نے اسی فیصلہ کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تا شیخ بطالوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتویٰ لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھل جائے کتاب کرامات الصادقین عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ نور الحق بھی عربی میں تالیف کیا اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام کفر مولویوں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں۔ تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا۔ اور اگر نور الحق کے مقابل پر لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا۔ لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے اور جو تاریخ ہم نے اس درخواست کے لئے مقرر کی تھی یعنی اخیر جون ۱۸۹۴ء وہ گذر گئی۔ شیخ صاحب کی اس خاموشی سے ثابت ہو گیا کہ وہ علم عربی سے آپ ہی بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۸۹)

۹۔ دس ہزار روپے کا انعام "اعجاز احمدی" کی مثل لانے پر

۲۹/۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مد مقام پر جو ضلع امرتسر میں ایک گاؤں ہے۔ حضرت مرزا سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے مابین وفات و حیات مسیح اور صداقت مسیح موعود پر مناظرہ ہوا تھا اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ بھی کہا تھا کہ "اعجاز المسیح" جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیف ہے یہ معجزہ نہیں ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال آیا کہ اگر "اعجاز المسیح" کی نظیر طلب کرنے پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے علماء صاحبان یہ حجت پیش کر دیں کہ یہ کتاب دو برس میں لکھی گئی ہے۔ اور ہمیں بھی دو برس مہلت ملنی چاہیئے۔ تو یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا۔ حضور کئی روز تک اسی فکر میں تھے کہ ۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو آپ کے دل میں ڈالا گیا۔ کہ اعجازی رنگ کا عربی قصیدہ مد کے مباحثہ کے متعلق لکھیں۔ کیونکہ بہرحال مباحثہ مد کا زمانہ تو یقینی اور قطعی ہے مگر حضور کو دوسرے روز ۷ نومبر کو بٹالہ میں ایک گواہی کے لئے تشریف لے جانا پڑا۔ اور قادیان سے بٹالہ تک آپ نے رتھ میں ہی بیٹھے ہوئے عربی قصیدہ کے چند اشعار رقم فرمائے پھر ۸ نومبر سے باقاعدہ لکھنا شروع کیا۔ بالآخر یہ عربی قصیدہ مع ایک اردو مضمون جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے تھے اور حضور کی کتابوں کا ایک جامع خلاصہ تھا ۱۲ نومبر تک پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ قصیدہ میں حضور نے مناظرہ مد کے واقعات کا بڑے جامع رنگ میں نقشہ کھینچا اور اپنی سچائی کے ثبوت میں بھاری دلائل دیئے۔

حضور کا یہ مضمون اور قصیدہ "اعجاز احمدی"

کے نام سے ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا۔ یہ رسالہ [illegible] اس کی تعداد میں شائع ہوا۔ [illegible] ہی روز مولوی سید محمد شاہ صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب اس کے نسخے لیکر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے علماء میں تقسیم کرنے کے لئے امرتسر گئے اس رسالہ میں چونکہ پیر مہر علی شاہ صاحب مولوی اصغر علی صاحب اور مولوی علی حائری صاحب شیعہ بھی مخاطب تھے اس لئے اسی تاریخ کو انہیں بھی یہ رسالہ بذریعہ رجسٹری روانہ کر دیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اسی قدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو میں بلا توقف دس ہزار روپیہ ان کو دے دوں گا۔ چھپوانے کے لئے ایک ہفتہ کی ان کو مہلت دیتا ہوں۔ یہ کل بارہ دن ہیں۔ اور دو دن ڈاک کے بھی ان کا حق ہے۔ ...... دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں، اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۶-۳۷)

اس انعامی چیلنج کے علاوہ حضور نے دس ہزار روپیہ کا ایک الگ انعامی اشتہار بھی دیا جس میں اصل میعاد سے چھ دن کی مزید توسیع کا یہ اعلان فرمایا کہ:۔

”اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا۔ اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں۔“

(اعجاز احمدی صفحہ ۹۰)

بعض لوگوں نے جواب دینے کی کوشش بھی کی مگر پیشگوئی کے مطابق واقعی ان کے قلم ٹوٹ گئے اور دل غبی ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گئے ؎

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

پادری عبد اللہ آتھم کو پے بہ پے انعامی چیلنج

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں عیسائیت کے ساتھ ایک مقابلہ ہوگا جس کے نتیجہ میں لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمدؐ کے ساتھ ہے اور زمینی لوگ کہیں گے کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ روز تک عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں نہایت کامیاب مناظرہ کیا جو ”جنگ مقدس“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مدمقابل پادری عبد اللہ آتھم تھے۔ جو اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے بدترین دشمن تھے حضور نے مناظرہ کے آخری پرچہ میں اس کے لئے پیشگوئی کی تھی کہ اگر پادری عبد اللہ آتھم نے حق کی طرف رجوع نہ کیا تو وہ پندرہ مہینہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ چنانچہ پادری آتھم نے اسی دن سے اسلام کے مخالف کچھ لکھنے اور بولنے سے خود کو روک لیا اور اپنی حالت سے بتا دیا کہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا ہے مگر پندرہ ماہ گذرنے کے بعد اس نے انکار کر دیا تب حضور نے ان کو پے بہ پے چار انعامی چیلنج دیئے جو درج ذیل ہیں۔

۱۰۔ ایک ہزار روپے انعام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام کی شاندار فتح کی ظالمانہ طور پر تکذیب ہوتے دیکھی تو آپ نے ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو عبد اللہ آتھم کو چیلنج دیا کہ:۔

”اگر مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کے نزدیک ہمارا یہ بیان بالکل کذب اور دروغ اور افتراء ہے تو وہ مرد میدان بنکر اس اشتہار کے شائع ہونے سے ایک ہفتہ تک ہماری مفصلہ ذیل تجویز کو قبول کر کے ہم کو اطلاع دیں اور تجویز یہ ہے کہ اگر اس پندرہ مہینہ کے عرصہ میں کبھی ان کو سچائی اسلام کے خیال نے دل پکڑنے والا اثر نہیں کیا۔ اور نہ عظمت اور صداقت الہام نے گرداب غم میں ڈالا اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اسلامی توحید کو انہوں نے اختیار کیا اور نہ ان کو اسلامی پیشگوئی سے دل میں ذرہ بھی خوف آیا اور نہ تثلیث کے اعتقاد سے وہ ایک ذرہ متزلزل ہوئے۔ تو وہ فریقین کی جماعت کے روبرو تین مرتبہ انہیں باتوں کا انکار کریں کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا .... اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو میرے پر ایک ہی برس کے اندر وہ ذلت کی موت اور تباہی آوے جس سے یہ بات خلق اللہ پر کھل جائے کہ میں نے حق کو چھپایا۔ جب مسٹر آتھم صاحب اقرار کریں تو ہر ایک مرتبہ کے اقرار میں ہماری جماعت آمین کہے گی۔ تب اسی وقت ایک ہزار روپے کا بذریعہ باضابطہ تمسک لیکر ان کو دیا جائے گا۔ اور وہ تمسک ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین کی طرف سے بطور ضمانت کے ہوگا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ یہ ہزار روپیہ بطور امانت مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کے پاس رکھا گیا۔ اور اگر وہ حسب اقرار اپنے کے ایک سال کے اندر فوت ہو گئے تو اس روپیہ کو ہم دونوں ضامن بلا توقف واپس دے دیں گے .... اور اگر وہ انگریزی مہینوں کی رو سے ایک سال کے اندر فوت نہ ہوئے۔ تو یہ روپیہ ان کا ملک ہو جائے گا۔ اور ان کے فتحیابی کی ایک علامت ہوگی۔“

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۲۴)

۱۱۔ دو ہزار روپے انعام

ایک ہزار روپیہ انعام والے چیلنج کے جواب میں بطور وکیل ڈاکٹر مارٹن کلارک نے صرف ایک انکاری خط لکھا۔ اس پر حضور نے دو ہزار روپے انعام پر مشتمل ایک اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء کو شائع فرمایا جس میں لکھا کہ:۔

”ایک ہفتہ کی میعاد دی گئی تھی وہ میعاد بھی گذر گئی مگر بجز ایک انکاری خط کے اور کوئی خط نہیں آیا پس کیا اب بھی یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب نے ضرور پیشگوئی کے زمانے میں اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دیکر حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اگر اب بھی بعض متعصب انکار میں لوگ شک رکھتے ہیں۔ تو اب یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کے شرط سے نکالتے ہیں اگر آتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی اور برابر دشمن اسلام رہا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان رکھا تو اسی وقت نقد دو ہزار روپیہ اُن کو بشرائط قرارداد ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء بلا توقف دیا جائے گا۔“

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۳۰)

۱۲۔ تین ہزار روپے انعام

حضورؑ نے ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو ایک اشتہار میں انعامی رقم تین ہزار کر دی اور فرمایا:۔

”اس تحریر میں آتھم صاحب کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور یہ انعام بعد قسم بلا توقف دو معتبر متمول کا تحریری ضمانت نامہ لیکر ان کے حوالے کیا جائے گا۔ اور اگر چاہیں تو قسم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لیکر یہ روپیہ ان کے حوالے ہو سکتا ہے یا ایسے دو شخصوں کے حوالے ہو سکتا ہے جنکو وہ پسند کریں۔“

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۲۷)

۱۳۔ چار ہزار روپے انعام

۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو ایک اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انعامی رقم چار ہزار روپیہ تک بڑھا دینے کا اعلان کر دیا عیسائیوں نے قسم کے مطالبہ کے جواب میں نہایت شکست خوردہ ذہنیت کے ساتھ یہ عذر بھی پیش کیا تھا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے۔ حضور نے اس اشتہار میں پرزور دلائل سے ثابت کیا کہ پطرس نے قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی بلکہ [illegible] قسم کھائی۔ فرشتوں نے قسم کھائی بلکہ خود مسیح نے قسم کھائی پھر انگریزی حکومت کے سبھی بڑے افسر وزراء پارلیمنٹ کے ممبر تک گورنر جنرل تک اپنا عہدہ سنبھالتے وقت حلف اُٹھاتے ہیں اس اشتہار میں حضرت اقدس نے آتھم صاحب پر [illegible] ہیں

انہیں خبر دی کہ :-

"اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔ اور اگر قسم نہ کھادیں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱)

اس اشتہار کے سات ماہ کے اندر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مسٹر آتھم راہی ملک عدم ہو کر اسلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئے اور حدیث نبوی کی پیشگوئی پوری ہو گئی کہ آسمان سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں ہے۔

ہر قدم پر میرے مولیٰ نے دیئے مجھکو نشاں
ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

۱۴۔ پانچ ہزار روپے انعام "منن الرحمٰن"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت اہم علمی انکشاف عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ اس کے متعلق حضور نے نہایت وسیع پیمانہ پر تحقیق کرائی اور پھر اس سے دنیا کو روشناس کرانے کے لئے "منن الرحمٰن" تصنیف فرمائی۔ کتاب منن الرحمٰن ایسی محققانہ تصنیف تھی جو ... ماہ میں تیار ہوئی جو بجائے خود ایک معجزہ ہے کتاب میں حضور نے پانچ قطعی اور زبردست ... سے ثابت کر دکھایا ہے کہ عربی زبان ہی ام ... اور کامل اور الہامی زبان ہے۔ کتاب منن الرحمٰن کی اشاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ کے عہد میں جون ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ تاہم اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس قسم کا ہر انعامی چیلنج جماعت احمدیہ اور خلیفہ وقت کے وجود میں آج بھی قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا یہ دعوت نہیں ... دیکھ لیا ہے کہ سرکردہ لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کر کے اسلام کی برتری اور غلبہ پر مہر ثبت کی تھی آج بھی قائم ہیں۔ اور ہمیشہ قائم ... گے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں ان میں سے بار بار بعض دعوتوں کو دہرایا۔ بلکہ انعامی رقم کو بھی بڑھادیا۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ... پانچ ہزار روپے کا انعامی چیلنج ... فرمایا :-

"... کے لئے کامل زبان میں ... درکار تھا کیونکہ کامل اور ناقص ... بیٹھ نہیں سکتا لہذا ... عربی زبان میں اترا جو اپنے ہر ایک پہلو کے رو سے کامل ہے غرض منن الرحمٰن کو ہم نے اسی مدعا سے تالیف کیا ہے کہ تا کامل بولی کے ذریعہ کامل کتاب کا ثبوت دیں اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار بھی دیا ہے۔ جو شخص چاہیے یہ روپیہ ہم سے پہلے جمع کرانے اگر وہ ثابت کر دیوے کہ وہ دلائل جو اس طرف سے عربی زبان کے ام الالسنہ اور وحی اللہ ہونے کے بارے میں پیش کئے گئے ہیں ایسے دلائل یا ان سے بہتر کسی اور زبان کے بارے میں پیش ہو سکتے ہیں۔ تو وہ پانچ ہزار روپیہ جو جمع کرایا جائے گا۔ اس کا ہوگا"

(تبلیغ رسالت جلد چہارم صفحہ ۱ حاشیہ)

۱۵۔ پانسو روپے انعام سورۃ فاتحہ کی مثل لانے پر

حضرت مسیح موعود ... فرماتے ہیں :-

"... توریت اور انجیل کو تمام ... میں سورۃ فاتحہ ... کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ ہم کیا کریں اور کیونکر فیصلہ ہو پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہیں مانتے بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں۔ تو ہم بطور انعام پانسو روپے نقد ان کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ اپنی کل ... کتابوں میں سے جو ستر کے قریب ہونگی وہ حقائق و معارف شریعت اور مرتب و منتظم درر حکمت و جواہر معرفت و خواص کلام الوہیت دکھلا سکیں جو سورۃ فاتحہ میں سے ہم پیش کریں"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء میں رقم بڑھا کر پچاس ہزار روپے انعام کر دی ہے مگر سے آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

۱۶۔ ایک ہزار روپے انعام ابن مریم

چودہویں صدی کے آغاز میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہو چکے تھے عیسائی قوم دنیا پر چھائی ہوئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اور ابن اللہ اور خدا مانتی تھی۔ دوسری جانب مسلمان علماء بھی مسیح کو خدائی صفات دے رہے تھے اور ان کو زندہ یقین کرتے اور آمد ثانی کے قائل تھے گویا دنیا مسیح کی الوہیت کے شرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو صلیب کو توڑا تو غیر احمدی علماء کے قادیان ... لشکر عیسائی منادوں اور صلیبی ہیکل تک کو پاش پاش کر کے رکھ دیا اسی سلسلہ میں حضور ایک ہزار روپے کا چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"میں یہ حتمی وعدہ لکھتا ہوں کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی یا خواہ بگفتن مسلمان میری پیشگوئیوں کے بالمقابل اس شخص کی پیشگوئیاں کو جس کا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہیں۔ صفائی اور یقین اور ہدایت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اس کو نقد ایک ہزار روپے دینے کو تیار ہوں"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

۱۷۔ ایک ہزار روپے انعام آسمانی نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آسمانی نشانوں کے اعتبار سے بھی عیسائیوں کو چیلنج دیا اور فرمایا کہ :-

"میں اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب عیسائیوں میں سے یسوع کے نشانوں کو جو اس کی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہیں میرے نشانوں اور فوق العادت خوارق سے قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو میں ان کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دونگا۔ اور میں سچ سچ اور حلفاً کہتا ہوں کہ اس میں تخلف نہ ہوگا" ...

(اشتہار ۲۰ جنوری ۱۸۹۸ء)

ہر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

۱۸۔ ایک ہزار روپے انعام کسوف خسوف

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ... بلہ ہوگا اور آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمد میں ہے اور زمین کی شیطانی آواز یہ ہوگی کہ حق آل عیسیٰ میں ہے اور بالآخر آسمانی بات ہی ... ثابت ہوگی۔

چنانچہ پادری عبد اللہ آتھم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مابین مباحثہ چل رہا تھا اسی موقعہ پر حدیث نبوی کے مطابق رمضان المبارک میں چاند سورج کو معینہ تاریخوں میں گرہن ہوا۔ اور یہ مہدی کی صداقت پر ایک زبردست آسمانی آواز تھی اس پر انعامی چیلنج دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :-

"اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو چاند اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہوئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا پڑا ہوا اور نصاریٰ نے اپنی فتح کے لئے ... شیطانی آواز نکالی ہو تو اس کی نظیر بھی بتلا دیں اور ہم ... نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتے ہیں۔ ہم اس روپیہ کے دینے میں کوئی شرط منظور نہیں کرتے صرف اس قدر ہوگا کہ بعد درخواست روپیہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس تین ہفتہ کے اندر جمع کرا دیا جائے گا" ...

(انوار الاسلام صفحہ ...)

آسمان میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

پانچ سو روپیہ انعام جھوٹے مدعی نبوت کا انجام

قرآن کریم کی آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل الآیۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹا مدعی وحی والہام ... سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ خدا اسے جلد پکڑتا اور ہلاک کرتا ہے۔ اور اس کی ترقی روک دیتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود نے اپنی صداقت کو اسی اصول سے ثابت کرتے ہوئے۔ ایک انعامی چیلنج بھی دیا اور فرمایا :-

"کوئی شخص نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تیئیس برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلعم ہے زندہ رہا ہو تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے پانچ سو روپیہ نقد دونگا" (اربعین صفحہ ۱۵)

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائید یں ہوئی ہوں بار بار

سیدنا حضرت مسیح موعود کے بعض انعامی چیلنج جن ... گنجائش پیش کر سکا ہوں۔ اس پہلو سے بھی حضور نے مذاہب عالم پر اتمام حجت کا ایک عجیب ... پہلو دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ حضور نے اپنی اسّی سے زیادہ کتب ... جو حقائق و معارف کے دریا بہائے ... وہ اس قدر ... قیامت ... ان سے ... استفادہ کرتی رہے گی اور وہ کبھی ...

چودھویں صدی ہجری

قدرتِ خداوندی کا ظہور

از مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے انچارج مرکزی لائبریری قادیان

کائنات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم کون و مکان کا کوئی خالق ضرور ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس کی باگ ڈور ہے۔ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جمادات، نباتات اور حیوانات کو پیدا کرنے کے بعد ایک ایسی مخلوق پیدا کی جو بعد میں اشرف المخلوقات کے نام سے موسوم کی گئی اور تہذیب و تمدن کے گہوارہ میں پرورش پا کر انسان کہلائی۔

ایک دور وہ بھی تھا جب انسان تہذیب و تمدن کی تمام قدروں سے یکسر نا آشنا تھا اور انسانی اور [illegible] کی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن وہ خدا جو قادر و قیوم تھا اس نے چاہا کہ اپنے [illegible] اور خوبصورت وجود کو دنیا پر ظاہر کرے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے ذریعہ اپنے وجود کو دنیا والوں کے سامنے پیش کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] دنیا والوں سے [illegible] اپنے وجود میں دیکھا [illegible] لکھنے کا اظہار کرتا رہا [illegible] اور یوں [illegible] اللہ علیہ وسلم تک آ پہنچا۔ جیسے خدا تعالیٰ نے [illegible] اور [illegible] وجود کو روزِ روشن کی طرح اس کی [illegible] کے سامنے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ [illegible] ایک ہستی موجود ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس جہان کی باگ ڈور ہے۔

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جوں جوں زمانہ نورِ نبوت سے دور ہوتا چلا گیا اللہ تعالیٰ کی وہ محبت بھی سرد پڑتی چلی گئی جو آپ نے انسان کے دل میں پیدا کی تھی بالآخر جب خالق اور مخلوق کا یہ رشتہ بالکل منقطع ہو گیا۔ تب اس محبوبِ حقیقی نے اپنے وعدوں کے مطابق انہی قدرتوں کے اظہار کے لئے پھر ایک مردِ کامل کو چنا تا اخلاق و روحانیت کی کھوئی ہوئی قدریں پھر سے قائم ہوں اور خالق و مخلوق کا ٹوٹا ہوا رشتہ نئے سرے سے جوڑا جائے۔

سو وہ قدرتِ خداوندی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں ظاہر ہوئی اور دنیا نے [illegible] مثالی جلوہ [illegible] چنانچہ عالم روحانیت میں آپ کے ظہور سے ایک انقلابِ عظیم رونما ہوا۔ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے اور بہتوں نے اس چشمہ حیات سے اپنی پیاس بجھائی اور ابدی زندگی پائی۔ آپ کی انفاسِ قدسیہ اور پاکیزہ عملی نمونے سے بہتوں نے اپنے رب قدیر سے گہرا تعلق قائم کیا اور محبوبِ حقیقی کے شیریں اور زندگی بخش کلام سے سرفراز ہوئے وہ سچی خوابوں اور رؤیا و کشوف کی لازوال دولت سے مالا مال کئے گئے اور اس طرح آپ [illegible] کی آواز پر لبیک کہنے [illegible] زندگی کے حقیقی مقصد کو پا لینے میں کامیاب ہو گئے [illegible] اس منادی کی آواز پر کان [illegible] اختیار کی وہ راہِ حق سے بھٹک گئے اور خدا تعالیٰ کی محبت سے دور جا پڑے کاش وہ بھی غور کرتے تو ان کو بھی بصیرت ملی ہوتی وہ قدرتِ خداوندی کے ظہور کے جلووں کو دیکھ سکتے اور ان کا انجام بھی ایسا مخزون نہ ہوتا۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے [illegible] حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

"..... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں ....."

(الوصیت ص[illegible])

نیز فرمایا:-

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے [illegible] ہے میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(الوصیت ص[illegible])

آپ نے اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت ص[illegible])

الغرض یہ قدرتِ مجسم جو خداوند کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں ظاہر کی گئی اس کا بنیادی مقصد مخلوقِ الٰہی کو جو اس کے وجود سے بے بہرہ ہو کر توحید کے شیریں چشمہ سے دور جا پڑی تھی پھر سے اس کے [illegible] لا کھڑا کرنا تھا اور وہ کدورت جو خالق و مخلوق کے درمیان واقع ہو چکی تھی اس کو دور کر کے از سرِ نو اس تعلق کو استوار کرنا تھا۔

جب ہم ان حقائق کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں تو واضح طور پر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ قدرتِ مجسم خداوندی یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ جو انتشارِ روحانیت ہوا اور جس غیر معمولی طریق پر برکاتِ خداوندی کا نزول اور اس کی بے پناہ رحمتوں کا ظہور ہوا متعصب سے متعصب دشمن بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا تھا کہ ان تمام روحوں کو جو دنیا کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا سب کو آپ کے ذریعہ دینِ واحد پر جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ جب ہم نقشہ عالم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ جو بشارت ٹھیک پون صدی قبل (دسمبر ۱۹۰۵ء) دی گئی تھی وہ آج اپنی پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ پوری ہو چکی ہے دنیا کی کوئی آبادی ایسی نہیں جہاں وقت کے اس مامور کو قبول کرنے والے نیک فطرت موجود نہیں اور دنیا کا کوئی اہم خطہ ایسا نہیں جہاں اس مقدس گروہ کے لوگ نہ پائے جاتے ہوں لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی یہ بشارتیں پوری ہو گئیں تو ثابت ہو گیا کہ وہ برگزیدہ شخصیت جسے یہ بشارتیں دی گئی تھیں فی الواقع خدا کی ایک مجسم قدرت ہے جس پر ایمان لانا از بس ضروری ہے

....

اور اس سے انحراف کرنا خدا تعالیٰ کی صریحاً نافرمانی اور گندی موت مرنے کے مترادف ہے۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں موسلا دھار بارش کی طرح ظاہر ہو کر اس کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کر چکی ہے آج الاہر دن اس کے منجانب اللہ ہونے کی گواہی دے رہا ہے اور ہر رات اس امر کی تصدیق کر رہی ہے کہ یہ مامور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق ظاہر ہوا۔ خود زمانے نے اس کی صداقت پر اپنی فعلی شہادت کی مہر لگا دی ہے کہ بے شک یہی وہ موعود مہدی ہے جس کا انتظار کرتے کرتے لاکھوں صلحاء گذر گئے۔ حتیٰ کہ چودھویں صدی ہجری جو اس کے ظہور کے لئے مقدر تھی [illegible] پوری ہو گئی پس اے متلاشیان [illegible] آؤ کہ تمہاری امیدوں کا [illegible] دارالامان میں ہے خوش [illegible] جو اب بھی تاخیر نہ کرے اور نیک فطرت رکھنے والوں کے ساتھ مل کر اپنے خالقِ حقیقی سے ایک ایسا گہرا پیوند جوڑے جو اس کی زندگی کے اصل مقصد کا پتہ دے گا اور [illegible] روحانی لذت و سرور سے ہمکنار کرے گا انشاء اللہ العزیز وقت کے مامور کی یہ آواز [illegible] حقیقی اور دائمی امن و سلامتی کی طرف بلا رہی ہے کہ

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو میرے پاس آتا ہے وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔" (فتح اسلام)

اللہ تعالیٰ تمام عالم انسانیت کو اس مقدس وجود کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے انجام کو نیک بنانے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے اور وہ آفات ارضی و سماوی جو چاروں طرف سے منہ کھولے کھڑی ہیں تمام بنی نوعِ انسان ان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔ آمین۔

والہانہ عشق اور محبّت الٰہی

سیرت حضرت مسیح پاک علیہ السّلام کا ایک درخشندہ اور ایمان افروز پہلو

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار

از مکرم سیّد رشید احمد صاحب بی اے سونگھڑہ (اڑیسہ)

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بروزِ کامل سیدنا حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع کی کامل پیروی اختیار کرنے کے نتیجہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں وہ پاکیزہ اور قابلِ تقلید نمونہ پیش فرمایا ہے جس سے آئندہ ہر زمانہ میں مکمل راہنمائی اور روشنی حاصل کی جاتی رہے گی ذیل کی سطور میں ہم واقعاتی رنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے اس روشن اور درخشندہ پہلو پر روشنی ڈالیں گے جس سے آپ کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ والہانہ عشق و محبّت کا گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے۔

اپنے خالق و مالک کے احکام کی اطاعت کے خلاف آپؑ دنیا کی کسی بھلائی کے پہلو کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا آپ نے دعویٰ کرنے میں غلطی سے کام لیا ہے اگر آپ پہلے مولویوں کے سامنے یہ بات پیش فرماتے کہ اسلام کی حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عقیدہ کی وجہ سے سخت خطرہ میں ہے مسلمان روز بروز کم ہو رہے ہیں اور عیسائی بن رہے ہیں اس کا علاج بتائیں تو اس وقت سب کے سب یہ کہہ دیتے کہ اس کا علاج آپ ہی سوچیں پھر آپ ان کو اس کا علاج یہ بتاتے کہ قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے اس پر سب مولوی کہتے کہ بہت اچھی بات آپ نے سوچی ہے پھر دوسرا ان مولویوں کے سامنے یہ پیش فرماتے کہ حدیثوں میں عیسیٰ کے آنے کا ذکر ہے غیر مسلم قومیں اس پر اگر معترض ہوں تو اس کا کیا جواب ہوگا اس وقت بھی مولوی یہ کہتے کہ آپ ہی اس کا جواب ہمیں بتائیں آپ جواب میں فرماتے کہ عیسیٰ سے مراد [illegible] نہیں جو ایک دفعہ دنیا میں آ چکا ہے بلکہ عیسیٰ سے مراد مثیل عیسیٰ ہے پھر تیسرا امر یہ پیش فرماتے کہ حدیثوں میں عیسیٰ کے زمانے کے متعلق جو علامات بیان ہوئی ہیں ان میں سے بعض اس زمانہ میں نظر آتی ہیں پس کیوں نہ علماء آمت میں سے ایک شخص کے متعلق کہا جائے کہ وہی مثیلِ مسیح ہے تو سب علماء اس پر کہتے کہ یہ بالکل درست ہے اور آپ سے زیادہ مستحق اس دعویٰ کا اور کوئی نہیں ہو سکتا اس کے بعد آپ دعویٰ کر دیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سن کر فرمایا کہ بے شک اگر یہ انسانی منصوبہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا۔"

(الفضل ۲۱ رمارچ ۱۹۳۷ء)

حضورؑ کے ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ میرے مولیٰ کا جیسا حکم ہوا ویسا ہی میں نے عمل کیا اور ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے کہ احکامِ خداوندی کی بجا آوری و تعمیل میں لوگوں کا کیا ردِّ عمل ہوتا ہے۔

جن دنوں آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ایک دشنام طراز مخالف آپؑ کی پیشگوئی کے عین مطابق قتل کیا گیا تو دشمنوں نے آپؑ کو حکومت کے ذریعہ گرفت میں لے کر ذلیل سزا دینے کی سرتوڑ کوششیں کیں انہیں ایام کا واقعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرتؑ کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے ... اسی صبح کو کہیں سے ہمارے میر ناصر نواب (ناقل) صاحب نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آئے گا۔ میر صاحب حواس باختہ مراد یا ناتاختہ حضرتؑ کو اس کی خبر کرنے اندر کی طرف دوڑے اور غلبہ رقت کی وجہ سے بمشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا حضرتؑ نے ... سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشی میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے ... مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفاء مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔"

(سیرۃ مسیح موعود صفحہ ۴۶)

حصول رضائے الٰہی کے اس جذبہ سے سرشار ہو کر آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اور ہیں
میں فدائے یار ہوں گو تیغ کھینچے صد ہزار
اے مرے پیارے بتا تو کس طرح خوشنود ہو
نیک دن ہوگا وہی جب تجھ پہ ہوویں ہم نثار
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار
ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

مخالفین کی مخالفت و ایذا رسانی کے متعلق حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی شہادت ہے کہ :-

"میں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں دہلی کی ناشکر گزار اور جلد باز مخلوق کے مقابلہ [illegible] امرتسر، لاہور، سیالکوٹ کے مخالفوں کی [illegible] اور دل آزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور علم اور ثبات دیکھا ہے کبھی آپؑ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے ساتھ فلاں بے ہودہ ناشائستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا ہے صاف دیکھتا تھا کہ آپؑ ایک پہاڑ ہیں کہ ناتواں [illegible] [illegible] نہیں سر ٹکرا کر خود ہی [illegible] ایک دفعہ آپ نے جالندھر [illegible] فرمایا ابتلاء کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہیں کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں پھر یہ پڑھا هل تعلم له سميا۔"

(سیرت مسیح موعود صفحہ ۳۹)

حضور علیہ السلام کے پاس ایک نوٹ بک ہوا کرتی تھی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے حضورؑ سے وہ نوٹ بک حاصل کر کے دیکھی تو اس کے پہلے صفحہ پر اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين کی دعا تھی کہ اس کے نیچے حضورؑ نے یہ نوٹ دیا ہوا تھا کہ :-

"اے میرے خدا تو مجھ سے راضی ہو جا اور راضی ہونے کے بعد کبھی مجھ سے ناراض نہ ہونا"

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ ۹۹)

اسی طرح حضورؑ نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی نوٹ بک میں لکھا :

"اے میرے مولیٰ میرے پیارے مالک میرے محبوب میرے معشوق خدا دنیا کہتی ہے تو کافر ہے مگر کیا تجھ سے پیارا بھی کوئی اور مل سکتا ہے؟ اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو بھی [illegible] نہیں ہوتا کہ میں کس حال [illegible]"

(زباقی صفحہ ۱۷ پر)

کاسرِ صلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بیّن ثبوت

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ﴿ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع ﴿ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

از مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

آج سے قریباً ۹۰ سال قبل مذہبِ اسلام نہایت کسمپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا غیر اقوام خصوصاً عیسائی اس پر جس طور سے حملہ آور ہو رہے تھے وہ کچھ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے خاندان سادات کے سینکڑوں افراد حتی کہ بہت سی مسجدوں کے امام اور خطیب بھی اس دجال موعود کا شکار ہو چکے تھے ایک طرف جیسا کہ احادیثِ نبویہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن جو اس کو مٹانے کے لئے تمام مادی وسائل استعمال کرنے کا وہ صلیبی مذہب ہوگا جس کو احادیث نبویہ میں فتنۂ دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسلام کے نام لیوا اس کے مقابل میں عاجز آچکے تھے اور اپنی بے چارگی اور بے بسی کا رونا بقول مولانا حالی اس طرح رو رہے تھے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اور پھر اسلام کے چمن میں سے

نہیں پھول اور پھل جن میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جن کے جلانے کے قابل
چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

ایسے نازک دور میں اسلام کے زندہ خدا نے اس باغ کی آبیاری اور تر و تازگی کے لئے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) کے عین مطابق چودھویں صدی کے آغاز میں اپنے مسیح موعودؑ اور امام مہدی کو مبعوث فرمایا جنہوں نے دلائل و براہین کے ذریعہ اسلام کی فضیلت ثابت کرتے ہوئے ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ھل من مبارز کوئی ہے جو اسلام کا مقابلہ کر سکے آپ نے عیسائیت کے بڑے بڑے معاندین از قسم عبد اللہ آتھم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کو اپنے نفسِ مسیحائی سے پچھاڑا اور اسلام کو غالب کر دکھایا آتھم اور ڈوئی آپ کی پیشگوئی کے عین مطابق واصلِ جہنم ہوئے اور اسلام کا بول بالا رہا حضور نے عیسائیت کے بطلان میں وہ وہ اچھوتے اور انوکھے دلائل پیش کئے کہ اب جماعت احمدیہ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ فرد سے بھی بڑے سے بڑا پادری بحث کرنے سے صاف انکار کرتا ہے اور حق کے رُعب سے تھرا اُٹھتا ہے اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفاتِ مسیح پر بحث کرنے کے لئے کئی سالوں سے عیسائی دنیا کو جو چیلنج دیا ہوا ہے اس پر عالم عیسائیت دم بخود ہے اور اسے مقابلہ کے لئے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہو رہی۔ کلام الٰہی قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ عیسائیت کی بنیاد ہل چکی ہے گرجے کرایہ پر دئے جا رہے ہیں کفارہ کے عقیدہ کو خیر باد کہا جا رہا ہے اور دہریت کا دَور دورہ عیسائیوں میں عام ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ عیسائیت کے مذہبی پیشوا پاپائے روم پوپ پال دوم بھی اب پکار اُٹھے ہیں کہ:-

"دہریت ایک بہت بڑا غیر اختلافی مسئلہ بن چکا ہے جس کو فی زمانہ ایک روحانی ڈرامہ کہنا لازم ہے پوپ یہ باتیں بین الاقوامی چرچ کانفرنس میں کہہ رہے تھے جس کا موضوع تھا "دہریت اور بپتسمہ" انہوں نے کہا کہ یہ ایک عام بات ہو گئی ہے جو کہ مشرق میں بھی ہے اور مغرب میں بھی سوشلسٹ ملکوں میں بھی ہے اور سرمایہ دار ملکوں میں بھی یہاں تک کہ مہذب دنیا اور غیر مہذب دنیا میں بھی کوئی اس سے مبرا نہیں ہے یعنی چھوٹے اور بڑے سب دہریت کے گرویدہ ہو رہے ہیں چرچ تیار ہے کہ اس بارے میں ایک مذاکرہ کرے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے چرچ کو چھوڑ دیا ہے یا وہ چرچ کے منکر ہو رہے ہیں یہ ایک حقیقی چیلنج ہے جس کا کہ چرچ کو مقابلہ کرنا ہے اور یہ ایک بہت بڑا فریضہ ہے جس کو ادا کرنے کے لئے سب عیسائیوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔"

(ترجمہ از انگریزی عبارت اخبار 'سٹیٹسمین' ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

حقیقت یہ ہے کہ اب عیسائیت دم توڑ چکی ہے کاسرِ صلیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دجال کے سر کو کچل دیا ہے صورِ اسرافیل پھونکا جا چکا ہے۔ جس سے کہ سینکڑوں سالوں کے مُردے زندہ ہو رہے ہیں اور اپنے بوسیدہ عقیدوں اور مردہ خداؤں کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ اور زندہ خدا کی تلاش میں سرگرداں ہیں اب وہ دن دور نہیں کہ خدا سے بچھڑے ہوئے بندے اس کے وصال سے بہرہ ور ہوں گے اور جوق در جوق زندہ مذہب اسلام میں داخل ہوں گے اور احمدیت کا غلبہ ہوگا اور سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو کر زندہ مذہب اسلام کی صداقت کو آشکار کرے گا اس لئے عاشقانِ احمدیت کے لئے ضروری ہے کہ غلبۂ اسلام کے دن کو نزدیک سے نزدیک تر لانے کے لئے جہاں دعائے نیم شبی سے کام لیں وہاں اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی مساعی کو بھی تیز سے تیز تر کر دیں تاکہ خدا کے فضل کو ہم جلد سے جلد جذب کر سکیں اور اپنی زندگیوں میں ہی احمدیت کا غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ع۔

این دُعا از من و جملہ جہاں آمین باد
واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

※

ذکر حبیب علیہ السلام

صفحہ ۸ سے آگے

یہاں تک کہ صبح کی نماز کی اذان ہو گئی۔ اسی وقت اس شدید دماغی محنت کی وجہ سے حضور کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی اور حضور بے ہوش ہو گئے بہت دیر تک بدن کو دبانے اور ملنے سے ہوش آئی

(الحکم ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۲۴ء ص ۳۲)

(۲) حضرت اقدس موسم گرما میں دوپہر کے وقت بھی کام کرتے تھے ایک دفعہ مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور اپنی نشست گاہ میں پنکھا لگوا لیں۔ آپ کو آرام ہوگا فرمایا مولوی صاحب! ٹھنڈی ہوا سے نیند آئے گی اور میں سو جاؤں گا تو خدمتِ اسلام کون کرے گا؟

الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۷ء بحوالہ نام ۲ زمانہ

والہانہ عشق اور محبت الٰہی

ص ۱۳ سے آگے

میں ہوں اس وقت تو جگاتا ہے اور محبت اور پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا میں تیرے ساتھ ہوں تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے ہوئے پھر میں تجھے چھوڑ دوں ہرگز نہیں ہرگز نہیں"۔

زبدر ۱۱ جنوری ۱۹۱۲ء

موعودِ اقوامِ عالم

ص ۱۸ سے آگے

ہے کہ نہیں یہ سب ایک ہی وجود ہوگا ہندو اسے اپنی نگاہ سے مسلمان اسے اپنی نگاہ سے دیکھیں گے"۔ (رسالہ ست یگ ستمبر ۱۹۱۲ء الہ آباد)

حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

آں کہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

یعنی جو معرفت تامہ اور پریم پیار گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا وہ حضرت کا پیالہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے میرے ظہور سے تمام رشی منی اوتار زندہ ہو گئے ہیں کیونکہ میں ان سب کی صفات حسنہ کا مظہر ہوں۔

پس اے اقوامِ عالم کے دانشمند حضرات کلوگ یا آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے موعود کے ظہور پر تقریباً ایک صدی گذرنے والی ہے۔ بہت ہی بابرکت ہیں وہ وجود جو اقوامِ عالم کے اس موعود پر ایمان لا کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی فکر کرتے ہیں۔ واللہ الموفق ﴿

※

موعودِ اقوامِ عالم

از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان

مذہبی روایات و آثار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبر اولیاء۔ رشی۔ منی اور اوتار کلجگ یعنی آخری زمانہ کی ادھرمی اور اس کے فتنوں سے اپنے پیروکاروں کو ڈراتے اور ہوشیار کرتے آئے ہیں اور ساتھ ہی جملہ مذاہب اس بیدینی دہریت اور پُرآشوب دور کو بقعہ نور بنانے والے ایک مصلح ربانی اور شہزادہ امن کی خوشخبری بھی دیتے رہے ہیں۔ ہر ایک مذہب نے اپنے پیشواؤں کے رنگ میں رنگین ہو کر آنے والے اس موعود کا نام ایسا تجویز کیا ہے جو "مہدی" کے مترادف ہے اور اس کا ظہور کلجگ یا چودھویں صدی کا آغاز فرمایا ہے۔

ایرانی کتب میں سے شست نامہ ساسان پنجم آیت نمبر ۲۱-۳۱-۳۲ میں مرقوم ہے

"..... جب دین عرب کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ ہو جائے گی تو باہمی تفرقہ کی وجہ سے اس دین کی ایسی شکل ہو جائے گی۔ کہ وہ دین اگر بانی دین کو دکھا دیا جائے تو وہ اس کو پہچان نہ سکے گا ...... لوگوں کی اس بدکاری اور بدعملی کی وجہ سے کیشاہ یعنی شاہ بہرام کی مانند ایرانیوں میں سے ایک فرشتہ سیرت انسان کا ظہور ہو گا ... زرتشت سے پوچھا گیا کہ شاہ بہرام کے آنے کی کچھ نشانیاں بتائیں آپ نے فرمایا جب تم انسان کو آسمان پر اڑتا دیکھو گے اور چراغ بغیر تیل کے جلنے لگیں گے گاڑیاں بغیر گھوڑوں کے چلنے لگیں تو سمجھ لو کہ شاہ بہرام کا ظہور ہو گیا۔ تم دیوانہ وار اس کی تلاش شروع کر دو ضرور پا لو گے"۔

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ ماہ فروری ۱۹۶۴ء جاوید پریس کراچی مضمون بعنوان دینِ زرتشت)

یہودیوں کی کتاب بائیبل میں لکھا ہے کہ:۔

"ایک ہزار دو سو نوے ۱۲۹۰ دن ہوں گے

مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس ۱۳۳۵ دن تک آتا ہے۔

(دانی ایل ۱۲-۹-۱۲)

الہامی کتب میں ایک دن سے مراد ایک سال ہوتا ہے گویا کلجگ یا آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والا مصلح ربانی ۱۲۹۰ھ میں ظاہر ہو گا۔ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

(سنن دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ باب صفۃ صلوٰۃ الکسوف والخسوف وہیئتہما)

یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے آج تک کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے یعنی ماہ رمضان میں چاند کو (چاند گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات کو اور سورج کو (سورج گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کی صداقت پر گواہ یہ عظیم الشان نشان ۱۸۹۴ء میں یا ۱۳۱۱ھ رمضان المبارک کی مقررہ تاریخوں تیرھویں اور اٹھائیسویں میں ظاہر ہوا (اخبار آزاد ۴ مئی ۱۸۹۴ء و سول اینڈ ملٹری گزٹ ۶ اپریل ۱۸۹۴ء)

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی المتوفی ۶۲۸ ہش نے فرمایا ہے

ویکون ظھورہ بعد مضی خ۔ ف۔ ج بعد الھجرۃ

کہ امام مہدی کا ظہور ہجرت کے بعد خ۔ ف۔ ج کا عرصہ گزرنے پر ہو گا۔ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۵۴) ایسا ہی شیخ علی اصغر البروجردی نے اپنی کتاب "نور الانوار" کے صفحہ ۲۱۵ پر زیرِ عنوان کیفیات مہدی علیہ السلام لکھا ہے کہ:۔

اندر صد غی اگر بمانی زندہ
ملک وملت و دین برگردد

یعنی اگر تو سال صد غی میں زندہ رہا تو ملک و بادشاہت اور ملت و دین میں انقلاب آیا ہوا دیکھے گا۔ ہر دو بزرگان کی پیشگوئیوں کے الفاظ کے مطابق علم ابجد کی رو سے امام مہدی کے ظہور کا وقت علی الترتیب ۱۲۸۳ھ اور ۱۲۹۰ھ قرار پاتا ہے قریباً یہی وقت حضرت دانی ایل نے ان مسلم مشائخ سے سینکڑوں سال پیشتر بتایا تھا اسی طرح سکھ دھرم کی کتب میں مرقوم ہے کہ:۔

آون اٹھتر جان ستانوے
ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا

(گورو گرنتھ صاحب تلنگ محلہ پہلا صفحہ ۱۲۷)

سمت ۱۸۷۸ بکرمی کے آنے کے بعد ۱۸۹۷ بکرمی کے گذر جانے سے پہلے پہلے ایک مردِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چیلا مبعوث ہو گا گویا عیسوی کیلنڈر کے مطابق ۱۸۲۱ء تا ۱۸۴۰ء کے مابین پرگنہ بٹالہ میں مہدی پیدا ہو گا (دسم گرنتھ صفحہ ۵۳۹) ہندو دھرم میں اوتار واد (سلسلۂ نبوت) دائمی مانا گیا ہے اور کتب ہنود میں اصولی طور پر شری کرشن جی کے ظہور ثانی کو بدیدینی اور دہریت کے زمانہ میں لازمی قرار دیا گیا ہے۔ شریمد بھگوت گیتا ۴:۷:۸ میں شری کرشن جی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وعدہ کرتے ہیں کہ جب بھی سنسار میں ظالم و مغرور اور بے دین لوگوں کی کثرت ہو جاتی ہے بیدینی اور دہریت پھیل جاتی ہے۔ دھرم کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ایسے پُرآشوب اور پُرظلمت زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کرشن کا مثیل مبعوث ہوتا ہے۔ ہندو لٹریچر میں شری کرشن جی کی آمد ثانی کلجگ سے وابستہ کی گئی ہے اس کے لئے دیکھئے شریمد بھاگوت پران۔ رامائن اور مہاتما سورداس اور دیگر بزرگوں کا کلام۔

یہودیت اور عیسائیت میں آخری زمانے میں نازل ہونے والے مسیح کے بارے میں بڑی تفصیل پائی جاتی ہے جیسا کہ لکھا ہے

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔

(متی ۲۴:۲۹:۳۱ مرقس ۱۳:۲۴:۲۶ لوقا ۲۱:۲۵:۲۸)

یعنی ابن مریم کے نزول کے زمانہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ ستارے جن سے علماء دین مراد ہیں اپنے اصلی مقام کو چھوڑ کر مردود دُنیا کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ اور آسمان سے بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوں گے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے (مکاشفہ ۸-۲۰۰۰ تھسلنیکیوں ۲ باب ۲-۱)

غرضیکہ تمام مذاہب کے لٹریچر کے عقائد اور خیالات کے مطابق آخری زمانہ یا کلجگ یا چودھویں صدی میں ایک موعود اقوام عالم کا ظہور مقدر تھا چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے وجود میں ہوا۔ آپ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۰ھ میں شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے ..... خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ (کلجگ) میں اس کرشن کا بروز پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا"

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء)

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں عیسائیوں اور ہندوؤں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو چکی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں

(لیکچر سیالکوٹ)

ایک وضاحت

"ہندو کہتے ہیں کہ پورن برہم نہہ کلنک اوتار کا روپ دھارن کر کے تشریف لائیں گے مسلمانوں کا یقین ہے کہ کلنکی اوتار ہو گا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح تشریف لائیں گے لیکن اب یہ معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ کیا یہ تمام [illegible] الگ الگ ہوا کئے یا ایک [illegible] ہو گا ۔۔۔ [illegible] (ریاض ہند [illegible])

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام

مسجد مبارک میں ایک شبینہ اجلاس کا انعقاد

قادیان ۶ امان (مارچ) ـــــ آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام ایک خصوصی شبینہ اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا جس کی صدارت کے فرائض محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب قائم مقام امیر مقامی نے انجام دیئے۔ اجلاس کی کارروائی مکرم حافظ اسلام الدین صاحب کی تلاوتِ کلام پاک اور مکرم وحید الدین صاحب بی۔ اے کارکن دفتر تحریک جدید کی نظم خوانی کے ساتھ آغاز پذیر ہوئی۔ ازاں بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کے پس منظر اور کمال آب و تاب کے ساتھ جلالی رنگ میں اس کے ظہور سے متعلق جملہ جزئیات کو مفصّل اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیا۔ آخر میں محترم صدر مجلس نے اس اہم پیشگوئی سے متعلق چند قیمتی حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ بابرکت مجلس برخاست ہوئی۔

پردہ کی رعایت سے کثیر تعداد میں مستورات نے بھی اس علمی اور روحانی مجلس سے استفادہ کیا۔

(سیکرٹری تبلیغ و تربیت لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام

اخبار بدر ایک ہفت روزہ مرکزی آرگن ہے جس میں حتی الامکان جماعت کی تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بنابریں ان صفحات کو بعض رپورٹ ہائے کارگزاری کی اشاعت کے لئے مختص نہیں کیا جا سکتا۔

مرکزی ہدایات پر دورانِ سال جماعتیں جو خصوصی پروگرام اور جلسے منعقد کرتی ہیں ان سے متعلق موصول ہونے والی رپورٹوں کا خلاصہ بدر کی کسی ایک اشاعت میں یکجائی طور سے شائع کیا جاتا ہے۔ مگر اکثر جماعتیں اپنی رپورٹیں اس قدر تاخیر سے بھجواتی ہیں کہ عدم گنجائش کی بنا پر انہیں آئندہ پر اشاعت میں دیا جانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور ان کے لئے ادارہ کو ہر مرتبہ معذرت کرنی پڑتی ہے۔ اگر جماعتیں اپنی رپورٹیں مرتب کر کے بروقت بھجوا دیا کریں تو یہ امر جہاں ان کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوگا وہاں ان کی خواہش کی تکمیل سے ادارہ کو بھی دلی مسرت حاصل ہوگی۔ اُمید ہے کہ جماعتیں اس سلسلہ میں ادارہ تحریر سے مکمل تعاون کریں گی۔

"جلسہ ہائے یوم مسیح موعود" کے عنوان کے تحت جماعتوں کی جانب سے بروقت موصول ہونے والی بعض رپورٹوں کا خلاصہ بدر کے گزشتہ شمارہ میں دیا جا چکا ہے اس اشاعت کے بعد جن جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے مزید رپورٹیں موصول ہوئیں ان کے نام تحریک دعا کی غرض سے درج ذیل کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی مخلصانہ مساعی کو قبول فرمائے اور ہر جہت سے بابرکت اور بارآور کرے۔ آمین۔

جماعتیں: بمبئی۔ کرونا گاپلی۔ چارکوٹ۔ شیموگہ۔ لکھنؤ۔ سلوہ۔ مینڈھر۔ کالابن دوارکہ۔ بھدرواہ۔ یاڑی پورہ۔ پونچھ۔ ہاری پاری گام۔ پنگاڈی۔ ساندھن۔ ناصر آباد۔ موتی ہاری۔ بھدرک۔

لجنات: ساگر۔ مدراس۔ شاہجہانپور۔ شیموگہ۔ بھاگلپور۔ پینگال۔ جمشید پور۔ کرولاپلی۔ بنگلور۔

(ایڈیٹر بدر)

اخبار احمدیہ بقیہ (صفحہ ۱۸)

اللہ تعالیٰ ہر مرحلہ پر اپنی خصوصی تائید و نصرت سے نوازے اور بخیر و عافیت مرکزِ سلسلہ میں واپس لائے۔ آمین۔

☆ ـــــ مقامی طور پر محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے گھٹنے میں گزشتہ چند روز سے درد کی شکایت ہے جو بتدریج شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ جملہ بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں محترمہ سیدہ موصوفہ کی کامل صحت و شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

قادیان میں جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ؞

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں فرمائی تھی اور جن کو کما حقہٗ طریق پر پورا کرتے چلے جانے کے نتیجہ میں اسی اشتہار میں ہمیں یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ :-

(اللہ تعالیٰ) "اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس ربِّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے۔"

خورشید احمد انور

ولادتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ رضیہ بیگم سلمہا اہلیہ مکرم سید ہارون رشید صاحب ساکن خانپور ملکی (بہار) کو مورخہ ۲ امان (مارچ) ۱۳۶۰ ہش/۱۹۸۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم سید نظام الدین صاحب کا پوتا اور محترم مرزا محمد اطہر بیگ صاحب ساکن کشن گنج (راجستھان) کا نواسہ ہے۔ جملہ بزرگان و احباب کرام کی خدمت میں عزیز نومولود کے نیک، صالح، خادمِ دین اور عمر دراز ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار: ذکیہ انور اہلیہ خورشید احمد انور قادیان۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد کریم صاحب سیکرٹری [illegible] جماعت احمدیہ فیض آباد کو مورخہ ۱۹/۲/۸۱ کو ایک بچی کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ڈاکٹر محمد رفیع صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم مرزا امیر بیگ صاحب مرحوم گونڈہ کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں بچے کی دادی اور والد کی طرف سے بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ پندرہ روپے ادا کئے گئے ہیں۔

احبابِ جماعت سے بچے کے نیک، صالح، خادمِ دین اور عمر دراز ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے ؞

خاکسار: سید نصیر الدین انسپکٹر بیت المال [illegible]

Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3 | Phone No. 35

MASEEH - E - MAUD NUMBER

The Weekly **BADR** Qadian 143516

Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor-Jawaid Iqbal Akhtar | PRICE Rs. 1/-

VOL. No. 30 | 12th AMAN 1360 * 12th, MARCH 1981 | ISSUE No. 11

مَیں اخلاقی و اعتقادی اور ایمانی کمزوریوں کی اِصلاح کیلئے دُنیا میں بھیجا گیا ہُوں

کلماتِ طیّبات سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعُود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"مَیں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہُوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہُوں اور میرا قدم حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے مَیں مسیح موعُود کہلاتا ہُوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دُنیا میں پھیلاؤں۔ مَیں اس بات کا مخالف ہُوں کہ دین کے لئے تلوار اُٹھائی جائے۔ اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بُلاؤں۔ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصُول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دُنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچّا خُدا**۔ اور اُس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اُس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچّی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھُوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دِل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ اُن کی تاریکی اور تنگ گُزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر اُن کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین نمبرا صفحہ ۱ و ۳)